امداد اللہ
بسم اللہ الرحمن الرحیم
قال اللہ تعالیٰ فی کتابہ الکریم
وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض
سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول
سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم
تحریک خدام اہل سنت
کا ترجمان
نظام خلافت راشدہ
کا داعی
سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ
سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
حق چار یار
رضی اللہ عنہم
لاہور
جمعہ
زیر نگرانی
حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم
بانی و امیر تحریک
خدام اہل سنت پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلافتِ راشدہ حق چاریارؓ

نظامِ خلافتِ راشدہ زندہ باد

تحریکِ خدام اہلسنت والجماعۃ پاکستان کا ترجمان
نظامِ خلافتِ راشدہ کا داعی

ماہنامہ
# حق چاریار رضی اللہ عنہم
لاہور

زیرِ سرپرستی
قائد اہلسنت وکیل صحابہؓ مظہر شریعۃ و طریقت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہٗ
بانی و امیر تحریکِ خدام اہلسنت پاکستان، چکوال فون نمبر ۲۴۳۴

مدیر مسئول
حکیم حافظ محمد طیب


جلد ۳: شمارہ: ۸ شعبان ۱۴۱۱ھ مارچ ۱۹۹۱ء سالانہ چندہ -/۶۰ روپے فی شمارہ -/۷ روپے

سالانہ بدل اشتراک برائے بیرون ممالک بذریعہ ہوائی جہاز رجسٹری

ریاستہائے متحدہ امریکہ -/۲۲۰ روپے
ہانگ کانگ، نائیجیریا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، برطانیہ، جنوبی افریقہ
ویسٹ انڈیز، برما، انڈیا، بنگلہ دیش، تھائی لینڈ -/۱۸۰ روپے
سعودی عرب، عرب امارات، مسقط، بحرین، عراق، ایران، مصر، کویت -/۲۵ ریال

رابطہ، دفتر ماہنامہ حق چاریارؓ لاہور، مدینہ بازار، ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور فون نمبر ۴۱۶۱۰۷

ناشر حکیم حافظ محمد طیب، مطبع افضل شریف پرنٹرز، مقام اشاعت دفتر ماہنامہ حق چاریارؓ لاہور، مدینہ بازار ذیلدار روڈ، اچھرہ لاہور

اس
شمارے
میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اهدنا الصراط المستقيم

# خلیجی جنگ ۱۹۹۱

## عراق اور اتحادی ملکوں کے درمیان قیامت خیز جنگ

## عراق کا کویت پر قبضہ اور آخری مرحلہ پر کویت سے انخلاء

## صدر صدام شکست کھا گئے

اس ہلاکت ترین تاریخی جنگ کے حالات حسب ذیل ہیں:

☆ ۲ اگست ۱۹۹۰ء کو عراقی فوجیں کویت کی سرحد عبور کر کے کویت میں داخل ہوئیں اور جلد ہی ملک میں کنٹرول حاصل کر لیا۔ امیر کویت شیخ جابر احمد الصباح سعودی عرب فرار ہو گئے۔ کویت میں عبوری حکومت قائم کر دی گئی جس نے ہوائی اڈے، بندرگاہیں بند کر دیں۔ کویت میں کرفیو لگا دیا۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے متفقہ طور پر عراقی اقدام کی مذمت کی اور عراق پر زور دیا کہ وہ کویت سے فوج واپس بلائے۔ امریکی صدر بش نے عراقی حملے کی شدید مذمت کی اور اسے ایک ننگی جارحیت قرار دیا اور عراق سے مطالبہ کیا کہ وہ غیر مشروط طور پر کویت سے فوجیں نکالے۔

۳ اگست عراقی فوج نے سعودی عرب کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔ صدر بش نے عراق کو سخت وارننگ دی کہ وہ سعودی عرب پر حملہ کرنے سے باز رہے۔ روس اور امریکہ کے وزراء خارجہ نے

مشترکہ بیان میں عراقی حملے کی مذمت کی۔

☆ ۴ اگست : کنیڈا اور جاپان نے عراق اور کویت کا تیل خریدنے سے انکار کر دیا اور عراق کے خلاف پابندی لگانے کا فیصلہ کیا۔ یورپی برادری نے بھی عراق کے خلاف پابندیاں لگائیں۔

☆ ۶ اگست : شاہ فہد نے دوست ممالک سے دفاع کے لیے مدد کی اپیل کی۔ صدر بش نے ایف۔ ۱۵ طیاروں کا سکواڈرن سعودی عرب روانہ کرنے کا حکم دیا۔ سرکاری کونسل کے بارہ ووٹوں کی اکثریت سے عراق کے خلاف کئی قسم کی پابندیاں عائد کرنے کے لیے قرارداد منظور کی۔

☆ ۸ اگست : صدر بش نے ٹیلی ویژن پر خطاب میں سرکاری طور پر اعلان کیا کہ وہ مشرق وسطیٰ میں امریکی فوجیں بھیجیں گے۔ عراق نے کویت کو عراق میں ضم کرنے کا اعلان کر دیا۔ برطانیہ نے سعودی عرب میں فوجیں بھیجنے کا اعلان کیا۔

☆ ۹ اگست : سلامتی کونسل نے عراق کی طرف سے کویت کو ضم کرنے کے فیصلہ کو مسترد کر دیا۔

☆ ۱۰ اگست : عرب لیگ نے سعودی عرب میں امن فوج بھیجنے کا اعلان کیا۔

☆ ۱۳ اگست : پاکستان نے سعودی عرب فوج بھیجنے کا اعلان کر دیا۔

☆ ۱۴ اگست : شاہ حسین نے بغداد میں صدر صدام سے ملاقات کی اور اس کے بعد واشنگٹن روانہ ہو گئے تاکہ مسئلے کا سفارتی حل تلاش کیا جائے۔

☆ ۲۵ اگست : سلامتی کونسل نے قرارداد نمبر ۶۶۵ منظور کی جس کے مطابق کویت سے عراقی فوج نکالنے کے لیے طاقت استعمال کرنے کی اجازت دے دی گئی۔

☆ ۲۶ اگست : روسی وزیر خارجہ نے اعلان کیا کہ روس عراق کے خلاف طاقت کے استعمال کی حمایت کرے گا۔

☆ ۲۸ اگست : عراق نے کویت کو اپنا اکیسواں صوبہ بنانے کا اعلان کیا۔

☆ ۱۰ ستمبر : صدر بش اور صدر گورباچوف نے مشترکہ طور پر عراق پر زور دیا کہ وہ کویت سے نکل جائے۔

☆ ۱۵ ستمبر : فرانس نے سعودی عرب میں امن فوج بھیجنے کا اعلان کیا۔

☆ ۲۷ر ستمبر : یورپی برادری اور خلیج تعاون کونسل کے وزرائے خارجہ نے مشترکہ طور پر عراق کی مذمت کی۔

☆ ۱۴ر اکتوبر : کویت کے جلاوطن وزیراعظم نے سعودی عرب میں ایک ہزار کویتی باشندوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کویت سلامتی کونسل کی قراردادوں پر عملدرآمد سے کم کسی چیز کو تسلیم نہیں کرے گا۔

☆ ۲۳ر نومبر : یورپی پارلیمنٹ نے تیسری مرتبہ عراقی حملے کی حمایت کی۔

☆ ۲۴ر نومبر : سارک ممالک نے عراق سے اپیل کی کہ وہ غیر مشروط طور پر کویت سے نکل جائے۔

☆ ۲۹ر نومبر : سلامتی کونسل نے ۱۲ ووٹوں سے قرارداد منظور کی کہ اگر ۱۱ر جنوری ۱۹۹۱ء سے پہلے عراق، کویت خالی نہیں کرتا تو اس کے خلاف طاقت استعمال کی جائے۔

☆ ۳۰ر نومبر : عراق نے سلامتی کونسل کی قرارداد مسترد کردی۔

## ڈیڈ لائن

سلامتی کونسل نے کویت سے عراقی فوج کے انخلاء کے لیے ۱۵ر جنوری تک مہلت دے دی اور ۱۵ر جنوری کے بعد اتحادی فوجوں کو جنگ کے ذریعہ کویت خالی کرانے کی منظوری دے دی۔

۱۴ر جنوری ۱۹۹۱ء کو صدر صدام نے اعلان کیا کہ کویت عراق کا حصہ ہے۔ اس کے لیے جان کی بازی لگا دیں گے۔ صدر صدام نے یہ بھی اعلان کیا کہ: کویت تاریخی لحاظ سے عراق کا علاقہ ہے جسے برطانیہ نے اپنے طویل قبضہ کے خاتمہ کے بعد ایک الگ ملک بنا دیا گیا تھا۔ ریڈیو بغداد کے مطابق انہوں نے دھمکی دی کہ عراق کویت سے دستبردار نہیں ہوگا اور اس کے لیے ہزار سال تک جنگ لڑے گا۔ (روزنامہ مشرق لاہور)

## خلیجی جنگ کا آغاز

۱۷ر جنوری ۱۹۹۱ء کو خلیج میں خوفناک جنگ شروع ہو گئی۔ امریکہ اور اس کے اتحادی ملکوں کے آٹھ سو جنگی طیاروں نے پہلا حملہ عراقی وقت کے مطابق رات اڑھائی بجے اور پاکستانی وقت کے مطابق صبح ساڑھے چار بجے کیا۔ حملے کا آغاز بحری جہازوں سے ایک سو کروز میزائل داغ کر کیا گیا۔ جنگی طیاروں نے عراق اور کویت کے اندر عراقی ٹھکانوں اور تنصیبات پر ایک ہزار مرتبہ بمباری کی۔ عراق کے کیمیکل پلانٹ پر تین گھنٹے میں چار سو حملے کیے۔ عراق کی جن

تنصیبات کو نقصان پہنچا ان میں اسکڈ میزائل۔ تیل کے ذخائر، وزراء کی رہائش گاہیں اور کیمیائی ہتھیاروں کے ڈپو شامل تھے۔ عراق کے خلاف فضائی حملے نصف شب سے اگلے روز سہ پہر تک جاری رہے ابتدائی حملوں میں امریکہ، برطانیہ، سعودی عرب اور کویت کے جنگی طیاروں نے حصہ لیا۔ بعد میں فرانس اور اٹلی بھی فضائی کارروائی میں شامل ہو گئے۔ عراق پر حملے کے پہلے مرحلہ میں ۱۸ ہزار ٹن بم گرائے اور میزائل گرائے گئے جو ہیروشیما پر گرائے جانے والے امریکی ایٹم بم کے مقابلے میں مجموعی طور پر دگنی قوت کے تھے

☆ ۱۸ر جنوری : اتحادی فوج کے کمانڈر جنرل نارمن نے کہا کہ امریکہ اور عراق کی بحریہ میں ہونے والی جھڑپوں کے دوران عراق کی تین جنگی کشتیوں کو یا تو ڈبو دیا گیا یا انہیں ناکارہ کر دیا۔ صدر بش نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جنگ طویل ہوگی اور فی الحال اس کے خاتمہ کا کوئی اشارہ نہیں ملتا لہٰذا امریکی عوام کو بری خبروں کے لیے بھی تیار رہنا چاہیئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم عراق کی اس فوجی قوّت پر راتوں رات قابو نہیں پا سکتے جو اس نے دس برسوں میں حاصل کی ہے۔

عراق نے ۱۸ر جنوری بروز جمعہ صبح تل ابیب سمیت اسرائیل کے چھ شہروں پر اسکڈ میزائلوں سے زبردست حملے کیے۔ تل ابیب پر دو اسکڈ میزائل پھٹنے سے اسرائیلی ملٹری آپریشنز ہیڈ کوارٹر اور متعدد عمارتیں تباہ ہو گئیں۔ عراقی حملوں سے اسرائیل کا شدید جانی و مالی نقصان ہوا۔

عراق نے دعویٰ کیا ہے کہ اس نے سعودی عرب کے شہر ظہران پر اسکڈ میزائل سے جو حملہ کیا ہے اس سے اتحادی فوج کے ہوائی اڈے کے قریب زبردست دھماکے ہوئے۔ تل ابیب اور ظہران پر عراقی میزائلوں کے حملے سے واشنگٹن میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ صدر صدام حسین نے اپنے فوجی مشیروں کے ساتھ نمازِ جمعہ ادا کرنے کے بعد اس عزم کا اظہار کیا کہ آخری فتح مسلمانوں کی ہوگی اور امریکی اور یہودی سامراج کو بالآخر عبرت ناک شکست کا سامنا کرنا پڑے گا۔

☆ ۱۹ر جنوری : عراق نے اسرائیل پر اسکڈ میزائلوں سے ایک اور زبردست حملہ کیا جس سے زبردست جانی و مالی نقصان ہوا۔ تل ابیب میں تین مقامات پر عراقی میزائل گرے۔ عراق نے مقبوضہ بیت المقدس میں بھی اسرائیلی ٹھکانوں کو نشانہ بنایا۔ شہر میں سات دھماکے ہوئے۔ وائٹ ہاؤس کے حکام نے بتایا کہ امریکہ مزید پیٹریاٹ میزائل اسرائیل بھیج رہا ہے جو اسکڈ میزائلوں کو فضا میں

تباہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ امریکی صدر بش نے کہا کہ وہ عراق کو اس قابل نہیں چھوڑیں گے کہ وہ اسرائیل پر حملہ کر سکے۔ امریکی محکمہ دفاع کے دو جنرلوں نے اعتراف کیا کہ فضائی حملوں سے خلیج کی جنگ نہیں جیتی جا سکتی۔

☆ ۲۰ر جنوری: سعودی عرب پر پاکستانی وقت کے مطابق ۱۱ بج کر ۵۵ منٹ پر عراق نے پانچ اسکڈ میزائلوں سے حملہ کیا جن سے نمٹنے کے لیے اتحادی افواج کی جانب سے پیٹریاٹ میزائل فائر کیے گئے۔ اتحادی فوج فکر مند ہے کہ اس کے زبردست فضائی حملوں کے باوجود عراقی اسکڈ میزائلوں کو ابھی تک تباہ نہیں کیا جا سکا۔ عراق نے اتحادی فوجوں کے ۵ کروز میزائل مار گرائے اور سو سے زیادہ کو راستے میں تباہ کر دیا۔ نہ پھٹنے والے ۲۳ میزائل پر قبضہ کر لیا۔ صدام حسین کے آبائی شہر تکریت کو بھی میزائل کا نشانہ بنایا گیا۔ انتہائی معتبر ذرائع نے انکشاف کیا کہ عراق نے جنگ شروع ہونے سے قبل اپنے چار سو جنگی طیارے کابل اور ۱۲۰ طیارے بھارت پہنچا دیے تھے جنہیں جنگ طویل ہونے کی صورت میں بغداد لایا جائے گا۔

☆ ۲۱ر جنوری: عراق نے ۲۰ جنگی قیدیوں کو اپنی سائنسی و اقتصادی تنصیبات پر منتقل کر دیا تاکہ امریکہ اور اس کے اتحادی ان تنصیبات پر بمباری نہ کر سکیں۔ اتوار اور پیر کی درمیانی شب عراق نے سعودی عرب پر دس اسکڈ میزائلوں سے حملہ کیا جن میں سے نو کو پیٹریاٹ میزائلوں کے ذریعہ فضا میں ہی تباہ کر دیا گیا۔ وائس آف جرمنی کے مطابق عراق نے اتوار کی رات سعودی عرب پر ۱۸ اسکڈ میزائل برسائے۔

## زمینی جنگ کا اعلان

۲۹ر جنوری۔ امریکی مبصرین نے کویت کی سرحد پر واقع عراق کے فوجی مورچوں پر اپنا پہلا زبردست زمینی حملہ کیا۔ امریکی توپخانے سے عراق کے سپلائی ڈپو کو نشانہ بنایا گیا۔ فرانس کے جنگی طیاروں نے دو مرتبہ ری پبلکن گارڈز کے ٹھکانوں اور زیر زمین کمان چوکیوں پر زبردست بمباری کی۔ امریکی طیاروں نے بغداد کے ٹیلیویژن اور ریڈیو اسٹیشن پر بھی حملے کیے۔ عراق نے دعویٰ کیا کہ اس نے اتحادیوں کے چھ طیارے مار گرائے جنگ شروع ہونے کے بعد پہلی مرتبہ سی این این کے نمائندے پیٹر آرنٹ کو ایک طویل انٹرویو دیتے ہوئے عراق کے صدر صدام نے کہا کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے اور اتحادیوں کے ساتھ جنگ میں

فتح ہماری ہوگی ۔ ہم کویت کو کسی بھی صورت میں خالی نہیں کریں گے ۔ اگر عراقی قوم کو بچانے اور ہماری بقا کا مسئلہ لاحق ہوا تو ہم کیمیاوی ہتھیار استعمال کرنے سے گریز نہیں کریں گے ۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ جنگ کب بند ہوگی ۔ اس میں امریکیوں، فرانسیسیوں، سعودیوں اور عراقیوں کا بہت خون بہے گا لیکن عراق اپنی جنگی صلاحیتوں کا لوہا دنیا سے منوالے گا ۔ ایک امریکی ٹیلی ویژن نیٹ ورک نے انکشاف کیا ہے کہ عراق کے دو سو طیارے ایرانی ہوائی اڈوں پر موجود ہیں ۔ اطلاعات کے مطابق ہزاروں عراقی فوجی بھی ایران پہنچ چکے ہیں جنہوں نے ایران کے انقلابی محافظین کی وردیاں پہن رکھی ہے بعض خبروں کے مطابق عراق کے مقامات مقدسہ کی حفاظت ایرانی گارڈز کر رہے ہیں ۔ ایران نے امریکہ کو یقین دلایا ہے کہ عراق کے طیاروں کو ضبط کر لیا جائے گا ۔ ادھر فلسطین کے صدر یاسر عرفات نے لبنان کے جنوبی حصوں میں اپنے چھاپہ ماروں کو حکم دیا ہے کہ وہ عراق پر امریکہ کے حملوں کے جواب میں اسرائیل پر راکٹ برسائیں ۔ اس سے قبل یاسر عرفات مسئلہ خلیج کے پُرامن حل کے حامی تھے ۔ ان کے اس حکم سے لبنان میں خانہ جنگی دوبارہ شروع ہونے کا خطرہ ہے اور یوں اس جنگ کا دائرہ وسیع ہو جائے گا ۔ عراق کی مسلح افواج کے سابق سینئر کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل ابراہیم داؤد نے عراق کے عوام اور فوج سے اپیل کی ہے کہ وہ صدام حسین کی حکومت کا تختہ اُلٹ دیں ۔

☆ ۳۰ جنوری : سعودی عرب کے سرحدی شہر خفجی پر عراق نے قبضہ کر لیا ۔ اس شدید جنگ میں دونوں طرف کا بھاری جانی نقصان ہوا ہے ۔ اب تک ہونے والی یہ سب سے بڑی بری جنگ تھی ۔

☆ یکم فروری : کویت اور سعودی عرب کے درمیان سرحدی علاقے میں آج بھی گھمسان کی فضائی اور بری جنگ جاری رہی ۔ ریڈیو بغداد کے مطابق عراقی فوج کو خفجی سے بلا لیا گیا ۔ ایک برطانوی فوجی ترجمان نے دعویٰ کیا کہ خفجی کے لیے لڑی جانے والی جنگ میں تین سو سے زائد عراقی فوجی ہلاک ہوئے اور پانچ سو کو جنگی قیدی بنا لیا گیا ۔

☆ ۲ فروری : امریکی وزیر دفاع نے کہا کہ اسرائیل عراق کے خلاف غیر روایتی ہتھیار استعمال کر سکتا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ صدر صدام حسین بغداد میں الگ تھلگ ہو کر رہ گئے ہیں اور بیرونی دُنیا سے ان کا رابطہ منقطع ہے ۔ اس لیے انہیں کوئی اندازہ نہیں کہ ان کی فوج کے ساتھ کیا کچھ ہو چکا ہے ۔ ایک اطلاع کے مطابق خلیج کی جنگ پر اب تک اتحادیوں کے ۴۵ ملین ڈالر خرچ ہو چکے ہیں جو کویت

سعودی عرب اور جاپان نے برداشت کیے ہیں۔ اتحادی فوج نے کویت کا ایک اور جزیرہ عراق کے قبضہ سے آزاد کرا کے اس پر دوبارہ کویتی پرچم لہرا دیا۔

☆ ۲ر فروری: اتحادی افواج کے کمانڈروں نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے سمندر اور فضا میں عراق سے جنگ جیت لی اور اب ان کی توجہ زمینی جنگ پر ہے۔

☆ ۴ر فروری: امریکی فوجی ہائی کمان نے کہا ہے کہ اتحادی فوج کے جنگی طیاروں نے جنگ کے ۱۸ دنوں میں ۴۱ ہزار عراقی ٹھکانوں اور مراکز پر فضائی حملے کیے۔ ریڈیو تہران کے مطابق اس عرصے میں دو لاکھ ٹن بم عراق کے مختلف شہروں پر گرائے گئے۔

## بغداد کی پناہ گاہ پر بمباری

۱۳ر فروری: اتحاد نے بغداد کی پناہ گاہ پر شدید بمباری کی جس سے گیارہ سو عورتیں اور بچے ہلاک ہو گئے۔ ری پبلکن گارڈز، ٹرکوں کے قافلوں اور بکتر بند گاڑیوں کو خاص طور پر نشانہ بنایا گیا۔ عراق نے اتحادیوں کو دھمکی دی کہ اگر وقت پڑا تو وہ اتحادی افواج کے خلاف روایتی ہتھیاروں کے ساتھ ساتھ کیمیاوی ہتھیار بھی استعمال کرے گا۔ عراق نے اعلان کیا کہ بیگناہ شہریوں کے خون کے ہر قطرے کا انتقام لیا جائے گا۔

۱۴ر فروری: بغداد پر وحشیانہ بمباری کی مذمت میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں ایک متفقہ قرار داد منظور کی گئی اور یہ دعا کی گئی کہ یا اللہ امریکہ کو نیست و نابود کر۔ اس کے ناپاک قدموں سے خلیج کو ہمیشہ کے لیے پاک کر۔ حکومت اور عوام میں تفریق کو وحدت اور یگانگت میں بدل، اور تمام اسلامی ممالک میں عوام کی ترجمان حکومت قائم کر۔

## کویت سے انخلاء کی مشروط عراقی پیشکش

۱۵ر فروری۔ عراق کی انقلابی کمان کونسل نے اعلان کیا کہ عراق سلامتی کونسل کی قرارداد نمبر ۶۶۰ اس صورت میں قبول کرے گا جب اتحادی فوجیں خلیج سے نکل جائیں اور اسرائیل اپنی فوج فلسطین اور مقبوضہ عرب علاقوں سے نکال لے اور اسرائیل سے وہ فوجی ہتھیار اور ساز و سامان بھی واپس لیا جائے جو خلیج کے بحران کے بہانے سے اسے فراہم کیا گیا ہے۔ یہ فوجیں اور ساز و سامان جنگ بند ہونے کے ایک مہینہ بعد تک کی مدت میں واپس ہونا چاہیئے۔ اگر اسرائیل انخلاء سے انکار کرے تو سلامتی کونسل کو اسرائیل کے خلاف انہی قراردادوں پر عملدرآمد کرایا جائے جو عراق کے خلاف منظور کی گئیں اور ان پر عملدرآمد

کرایا گیا اور یہ کہ خشکی اور سمندر میں عراق کے تاریخی حقوق کو اس طرح تحفظ دیا جائے کہ سیاسی تصفیہ کی کارروائی میں ان حقوق میں کوئی کمی نہ آئے۔ بیان میں کہا گیا کہ کویت کے مستقبل کا فیصلہ حقیقی جمہوری روایات کے مطابق وہاں کے عوام کریں نہ کہ صباح فیملی۔ عراقی کمان کونسل نے کہا کہ کویت سے سیاسی تصفیہ کے لیے اسلامی اور قومی توجہیں شامل کی جائیں۔ نیز جارح ممالک عراق کو تعمیرِ نو کے لیے فنڈز فراہم کرنے کا وعدہ کریں، یہ بھی مطالبہ کیا گیا کہ عراق اور جارحیت سے متاثر ہونے والے تمام ممالک پر غیر ملکی قرضے منسوخ کیے جائیں اور تمام کے امیر ممالک کی یہ ذمہ داری قرار دی جائے کہ وہ غریب ممالک کو آگے بڑھنے کے لیے مدد دیں۔ اعلان میں اس امر پر بھی زور دیا گیا کہ ایران سمیت خلیج کے تمام ملکوں کو یہ آزادی حاصل ہونی چاہیئے کہ وہ اپنے تحفظ اور سلامتی کا انتظام خود کریں اور آپس میں تعلقات قائم کر سکیں۔ علاقے میں کسی قسم کی غیر ملکی فوج موجود نہیں ہونی چاہیئے اور اسے تمام غیر ملکی فوجی اڈوں سے آزاد علاقہ قرار دیا جائے۔ لبنان سے شامی فوج کے انخلاء کا بھی مطالبہ کیا گیا اور عراق کے خلاف منظور کی گئی سلامتی کونسل کی قرار دادوں کو واپس لینے اور عراق کے خلاف بری، بحری اور فضائی کارروائیاں بند کرنے کا بھی مطالبہ کیا گیا۔

## عراق کی مشروط پیش کش مسترد کر دی گئی

امریکہ نے عراق کی طرف سے کویت سے فوجی انخلاء کے مشروط اعلان کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ اس میں کوئی نئی بات نہیں بلکہ بعض نئی شرائط لگائی گئی ہیں۔ جمعہ کے روز وائٹ ہاؤس کے ترجمان والٹر نے کہا کہ یہ پیش کش عراق کی طرف سے تاخیری حربہ بھی ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عراق کے فوجی ٹھکانوں پر اتحادیوں کے حملے جاری رہیں گے۔

(۲) برطانوی وزیر اعظم نے کہا کہ کویت سے واپسی کا اعلان غیر مشروط ہوتا تو یہ اچھی خبر ہوتی۔

(۳) بی بی سی کے مطابق اسلامی ممالک میں سے صرف ایران، اردن، لیبیا اور پاکستان نے اسے امن کی جانب ایک قدم قرار دیتے ہوئے عراقی پیش کش کا خیر مقدم کیا ہے۔ پی۔ ایل۔ او (یاسر عرفات) نے بھی اس پیش کش کی حمایت کی ہے۔ قاہرہ میں کویت، سعودی عرب، شام اور مصر، قطر، بحرین، اومان اور متحدہ عرب امارات سمیت آٹھ اسلامی ملکوں کے وزرائے خارجہ کے اجلاس نے اس تجویز کو غیر سنجیدہ کہتے ہوئے مسترد کر دیا ہے کیونکہ ان ممالک کے مطابق عراق کی اس پیش کش میں کویت سے نکلنے کے لیے ناقابلِ قبول شرائط عائد کی گئی ہیں۔

(۴) بھارتی اخبار "ٹائمز آف انڈیا" نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ عراق کی طرف سے مشروط طور پر کویت خالی کرنے کی پیشکش کو مسترد کر کے امریکی صدر جارج بُش نے ایک بھیانک غلطی کی ہے۔ امریکہ پر الزام لگایا ہے کہ وہ مشرق وسطیٰ میں اپنی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔

(۵) سوویت یونین کے صدر میخائل گورباچوف نے اس امر پر یقین ظاہر کیا کہ صدر صدام حسین کویت سے اپنی فوجیں واپس بلانے کے لیے آمادہ ہیں۔

☆ ۱۹ فروری: بغداد پر ساری رات بموں کی بارش ہوتی رہی۔ جنوب مشرقی عراق کے پانچ شہروں پر بھی بمباری کی گئی۔ روسی جرنیلوں نے دھمکی دی ہے کہ عراقی عوام کا قتل عام بند کر دیا جائے۔ اتحادیوں کی بمباری سے عراق میں ۲۵ مساجد شہید ہو چکی ہیں۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل پیریز دی کوئیار نے کہا کہ مجھے عراق کے شہری ٹھکانوں پر میزائلوں کے حملہ سے سخت صدمہ ہوا ہے۔ اقوام متحدہ میں سوویت یونین کے سفیر نے کہا کہ یہ انتہائی افسوسناک امر ہے کہ جنگ کے میدان میں مقابلہ کے بجائے بے گناہ شہریوں کے قتل عام کا آغاز کیا گیا ہے۔

## بش نے جنگ بندی کا گورباچوف منصوبہ مسترد کر دیا

۱۹ فروری: امریکی صدر بُش نے کہا ہے کہ سوویت یونین کا منصوبہ امن امریکہ کی امیدوں پر پورا نہیں اُترتا۔ انہوں نے نامہ نگاروں کو بتایا کہ وہ سوویت یونین کی درخواست کا احترام کریں گے کہ امکانات کا اچھی طرح جائزہ لینے کے لیے سوویت منصوبے کو صیغۂ راز میں رکھا جائے، تاہم انہوں نے یہ بات پھر دہرائی کہ عراق کے ساتھ نہ تو کوئی بات چیت ہو سکتی ہے اور نہ اسے کسی طرح کی رعایت دی جا سکتی ہے۔ سوویت یونین نے کہا ہے کہ اس نے جو عراق کو امن منصوبہ پیش کیا ہے اس کی تفصیل اس وقت جاری کی جائے گی جب بغداد ان تجاویز کا جواب دے گا۔

## اتحادیوں نے بغداد پر پھر آگ برسائی

دھماکوں سے شہر لرز اٹھا۔ متعدد کروز میزائل شہر کے اندر پھٹے۔ ۱۸ اور ۱۹ کی درمیانی شب میں اتحادی فوجوں کے بمبار طیاروں نے بغداد شہر پر بمباری جاری رکھی۔ بغداد میں الرشید ہوٹل کے قریب ۳۰ سے زیادہ دھماکے ہوئے۔ متحدہ عرب امارات کی فضائیہ بھی عراق کے خلاف

جنگ میں شامل ہو گئی ہے ۔

## سعودی وزیر دفاع کا بیان

سعودی عرب کے وزیر دفاع شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز نے کہا کہ خلیج میں قیام امن کے لیے ضروری ہے کہ عراق غیر مشروط طور پر کویت سے نکل جائے ۔ یہ بات انہوں نے یہاں شاہ فہد کی طرف سے اسلامی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے کہی ۔ انہوں نے کہا کہ خلیج میں قیام امن کے لیے عرب اسلامی اور اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قرار دادوں پر عملدرآمد کیا جانا چاہیئے ۔

## عراق نے اتحادیوں کا بڑا حملہ پسپا کر دیا

۲۰ ر فروری : تین لاکھ سے زائد اتحادی فوجیوں نے کویت عراق سرحد پر پیش قدمی کر کے عراقی فوجوں پر حملہ کر دیا ۔ عراقی فوجوں کی جوابی کارروائی سے اتحادی فوجی واپس سعودی عرب کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے ۔ اس حملے میں اتحادیوں کو زبردست جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا ۔ اتحادیوں کو جنگی ہیلی کاپٹروں کی مدد بھی حاصل تھی ۔ عراقی فوجیوں نے سعودی عرب کی سرحد سے دور تک اتحادی فوجوں کا پیچھا کیا اور انہیں مار بھگایا ۔

## تل ابیب پر تباہ کن حملے

عراق کے میزائلوں نے تل ابیب پر تباہ کن ضربیں لگائی ہیں ۔ یہ بات عراق کے ایک فوجی ترجمان نے ایک بیان میں کہی جو ریڈیو بغداد سے نشر کیا گیا ۔ ترجمان نے مزید کہا کہ صیہونیت نے خلیج کے جھگڑے کو جنم دیا ہے اور یہ ہی عراق کے پیش کردہ امن منصوبے کو قبول کرنے کی راہ میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے ۔ انہوں نے کہا کہ عراقی مسلمان جنگ میں شامل تمام جنگی مجرموں سے بخوبی نمٹنے کا تہیہ کیے ہوئے ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے میزائلوں نے تل ابیب میں ہدفوں پر ٹھیک ٹھیک نشانے لگائے ہیں اور زبردست تباہی مچائی ہے ۔

## عراق کی کویت سے غیر مشروط انخلا پر رضامندی

۲۲ ر فروری ۔ عراق نے خلیج میں قیام امن کے لیے سوویت یونین کے آٹھ نکاتی امن منصوبے کو قبول کر لیا ہے ۔ سوویت یونین کے دارالحکومت میں آٹھ نکاتی منصوبہ کا اعلان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اس پر عراق اور سوویت یونین دونوں متفق ہیں اور یہ خلیج کے بحران کے ممکنہ حل کی بنیاد بن سکتے ہیں ۔ امن منصوبہ میں کہا گیا ہے کہ عراق کویت سے اپنی فوجوں کی غیر مشروط

اور مکمل واپسی کا اعلان کرے۔ جنگ بندی کے فوراً بعد عراقی فوجوں کا انخلار شروع کر دیا جائے
فوجوں کی مکمل واپسی کا وقت مقرر کر دیا جائے۔ جب عراق کی دو تہائی فوج کویت سے واپس چلی جائے
تو اس پر لگائی گئی تمام پابندیاں ختم کر دی جائیں۔ فوجوں کی واپسی کے بعد اقوام متحدہ کی طرف سے
عراق کے خلاف دیگر قرار دادیں بھی کالعدم ہو جائیں گی۔

## امریکہ نے روس کا امن منصوبہ پھر مسترد کر دیا

امریکہ نے سوویت یونین امن منصوبے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ وائٹ ہاؤس نے کہا ہے کہ اسے گورباچوف کے منصوبے کے بارے میں سنگین شکوک وشبہات لاحق ہیں۔ صدر بش نے روسی سربراہ گورباچوف سے ٹیلی فون پر ۳۲ منٹ کی گفتگو کے دوران اپنی تشویش کا اظہار کیا۔

۲۲ فروری: فرانس، بھارت، مصر، ناروے اور کینیڈا نے گورباچوف کے آٹھ نکاتی امن منصوبے کی حمایت کی ہے۔ یورپی برادری کے ۱۲ میں سے ۹ ملکوں نے بھی اس منصوبے کی تائید کی ہے۔ ادھر عراقی انقلابی کونسل نے رات ڈیڑھ بجے اعلان کیا کہ صدر صدام نے سوویت یونین کا نظر ثانی شدہ امن منصوبہ منظور کر لیا ہے۔ انقلابی کونسل نے صدر بش کے منصوبۂ امن اور الٹی میٹم کو مسترد کر دیا۔

۲۳ فروری بروز ہفتہ: خلیج کی جنگ بندی کی تمام کوششوں کی ناکامی کے بعد صدر بش نے کویت کو آزاد کرانے کے لیے فیصلہ کن زمینی حملے کا حکم دے دیا۔ اتحادی فوجوں کے پیدل دستے پانچ مقامات پر عراق اور کویت کی حدود میں داخل ہو گئے اور کویت میں تیل کی فراہمی کا اڈہ قائم کر لیا۔ اتحادی طیاروں نے کویت میں عراقی ٹھکانوں پر نیپام بموں کی بارش کر دی اور توپ خانے سے بھی گولہ باری کی۔ یہ زمینی جنگ انتہائی قیامت خیز ہے جس میں لاکھوں فوجی، ہزاروں ٹینک، طیارے، طیارہ بردار تباہ کن بحری جہاز بیک وقت استعمال کیے جا رہے ہیں عراق نے کہا کہ اس کی افواج زمینی حملے کا بھرپور مقابلہ کریں گی۔ عراق نے آج بھی سعودی عرب اور اسرائیل پر اسکڈ میزائلوں سے حملے کیے۔ عراق نے سعودی عرب پر بھی دو اسکڈ میزائیل پھینکے۔ کویت میں عراق نے کئی اور کنوؤں کو آگ لگا دی ہے۔ اب تک کویت میں تیل کے ایک سو اسّی

کنوئیں جل رہے ہیں۔

۲۴ فروری - اتوار - اتحادی ذرائع کے مطابق امریکہ - سعودی عرب - برطانیہ - فرانس اور دیگر ممالک کی فوجیں پیش قدمی کرکے کویت میں ۳۰ کلو میٹر اندر جاچکی ہیں - ریڈیو بغداد نے بتایا کہ عراقی افواج نے اتحادیوں کے زمینی حملے کو بری طرح پسپا کر دیا ہے اور اتحادیوں کو اتنی بڑی تعداد میں ہلاک کیا ہے کہ ان کی لاشیں سعودی کویتی سرحد پر مکھیوں کی طرح پڑی ہوئی ہیں۔ اتحادی افواج کے امریکی کمانڈر جنرل نارمن نے کہا کہ زمینی حملے میں اتحادی افواج نے پہلے دن اپنے تمام مقاصد حاصل کر لیے ہیں اور ساڑھے پانچ ہزار عراقی فوجیوں کو قیدی بنالیا گیا ہے۔ صدر صدام نے ریڈیو پر عوام سے خطاب میں کہا کہ عراق کو کسی کی بھینٹ چڑھنے نہیں دیا جائے گا۔ جب تک جان میں جان ہے جنگ کریں گے تاکہ امریکی صدر بش کو پتہ چل جائے کہ عراق ایک فاتح اور بہادر قوم ہے۔ صدر صدام نے آیت نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ پڑھی۔ صدام نے کہا کہ امریکی صدر بش اور اس کے اتحادیوں نے زمینی حملے کا آغاز کرکے دھوکا دہی کا ارتکاب کیا ہے۔ جب اس بات کا فیصلہ ہو چکا تھا کہ سلامتی کونسل روس کے امن منصوبے کے بارے میں غور کرے گی بش اور اس کے ایجنٹ فہد اور ان کے دوسرے حامیوں نے شرمناک جرم اور جارحیت کا ارتکاب کیا ہے۔ ریڈیو بغداد نے کہا کہ عراق العامی بانڈ نہیں ہیروازم - وقار اور فخر کی زمین ہے۔

## روس نے بھی عراق کا ساتھ چھوڑ دیا

سوویت یونین کی طرف سے کہا گیا ہے کہ عراق کو کویت سے نکالنے کے لیے وہ اتحادی فوجوں کے زمینی حملہ کی مذمت نہیں کریں گے۔ روسی ترجمان نے کہا کہ دنیا امن کی تلاش میں ناکام رہی۔ مذاکرات کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا ہے۔ عراق نے جنگ خود قبول کی ہے۔

۲۵ فروری: اتحادی جنرل نارمن نے دعویٰ کیا کہ عراق کی اگلی دفاعی لائن کو روند ڈالا گیا ہے اور عراق کا سخت جانی نقصان ہوا ہے اور آٹھ ہزار عراقی فوجیوں کو جنگی قیدی بنا لیا گیا ہے جن میں سے ساڑھے پانچ ہزار امریکی فوج نے، دو ہزار مصری فوج اور ایک ہزار دوسری فوج نے قید کیے ہیں۔ جنرل نارمن نے اعتراف کیا ہے کہ عراقی فوج کویت شہر میں امریکی بری فوج کی سخت مزاحمت کر رہی ہے۔ ادھر بغداد ریڈیو نے اعلان کیا کہ کویت سٹی پر برطانوی فوج کا

حلہ پسپا کر دیا گیا۔ سینکڑوں ٹینک تباہ اور بڑی تعداد میں فوجی ہلاک اور زخمی کر دیے گئے۔ جنگ طویل ہوگی۔ اتحادیوں کو ان کے خون میں نہلا دیا جائے گا۔ اتحادی غلط پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ صدر صدام نے ریڈیو پر عوام سے دو مرتبہ خطاب کیا۔

## عراق نے کویت شہر خالی کر دیا

۲۶ فروری۔ سلامتی کونسل میں عراقی نمائندے نے بیان کیا کہ میرا ملک فوج واپس بلا رہا ہے اور جنگ بندی چاہتا ہے۔ صدام کے ڈرامائی اعلان کے بعد عراقی فوجیں تیزی کے ساتھ کویت سے جانا شروع ہو گئیں۔ اتحادی کمانڈروں نے انخلاء کی تصدیق کر دی۔ واپس جاتی ہوئی عراقی افواج پر اتحادی طیاروں کے حملے۔ عراقی فوجیں ہتھیار بھی اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ ادھر صدر بش نے اعلان کیا ہے کہ جنگ جاری رہے گی۔ صدام حسین کو امن سے کوئی دلچسپی نہیں۔ انہوں نے اپنی جارحیت پر افسوس نہیں کیا۔ وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح اپنا بچا کھچا اقتدار اور قوت بچالیں۔ انہیں اس میں مایوسی ہوگی۔ عراقی قیادت کو عالمی ادارے کی قراردادیں تسلیم کرنے کا باضابطہ اعلان کرنا ہوگا۔

## ریاض

مغربی فوجی ذرائع کے مطابق اتحادی افواج نے مغربی عراق میں عراقی فوج کے فرار ہونے کے تمام راستوں پر کنٹرول حاصل کر کے اسے مکمل طور پر گھیرے میں لے لیا ہے۔

## حکومتِ پاکستان

حکومتِ پاکستان نے عراقی حکومت سے کویت سے انخلاء کے متعلق فیصلے کا خیر مقدم کیا ہے۔ اس فیصلے کا اعلان آج بغداد ریڈیو سے عراقی قیادت کے حوالے سے کیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ عراق نے سلامتی کونسل کی قرارداد نمبر ۶۶۰ کی روشنی میں کویت پر قبضہ سے قبل یکم اگست ۱۹۹۰ء کی پوزیشنوں پر جانے کا فیصلہ کیا ہے۔

## ایران

ایران کے صدر رفسنجانی نے بھارت کے سابق وزیر اعظم راجیو گاندھی سے ملاقات کے دوران کہا کہ عراقی افواج کے انخلاء سے امن کے قیام میں مدد ملے گی مگر امریکہ کی طرف سے صدام کا تختہ الٹنے کے اصرار پر بحران کی شدت میں اضافہ ہوگا۔ ایرانی صدر نے عراقی افواج کے کویت سے تاخیر سے انخلاء کو عراقی قیادت کے غلط اندازے قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ صدر

صدام کی غلطی کی وجہ سے بڑی طاقتوں کو علاقے کے ممالک کے معاملات میں کھل کر دخل اندازی کا موقع مل گیا انہوں نے کہا کہ جب تک امریکہ کی مرضی پوری نہ ہوگی حالات مزید خراب ہوں گے۔

**یہودی** اسرائیلی ریڈیو کے مطابق فوجی ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ کویت سے عراق کی جاپر واپسی کو ہرگز قبول نہ کیا جائے کیونکہ اس سے صدام حسین کی عسکری شکست سیاسی فتح میں بدل جائے گی۔ نیز یہ اقدام عراق اور روس کے مشترکہ امن منصوبے کو تسلیم کرنے کے مترادف ہوگا۔ عراق اپنی شکست کا اعتراف کرے اور عراقی فوج کو غیر مسلح کیا جائے۔ کویت سے عراقی افواج کا انخلاء غیر مشروط ہونا چاہیئے اور عراق اقوام متحدہ کی منظور کردہ ۱۲ قراردادوں پر عمل کرے۔

**عراق نے تمام قراردادیں منظور کرلیں** ۲۷ فروری۔ وائٹ ہاؤس نے عراق کی جانب سے اقوام متحدہ کی ۱۲ قراردادیں منظور کرنے کے اعلان کے بعد بھی جنگ بندی سے انکار کردیا۔ بغداد ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ عراق نے کویت پر اپنا دعویٰ ترک کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وہ جنگ بندی کے عوض تاوانِ جنگ کی ادائیگی پر غور کے لیے بھی تیار ہے۔ اگر اقوام متحدہ جنگ بندی کا انتظام کرے تو عراق جنگی قیدی رہا کردے گا۔ عراق نے یہ پیش کش بغداد میں سوویت سفارت خانہ کے ذریعہ اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری کو بنام کے نام بھجوائے گئے ایک خط میں کی ہے۔

**جنگ بند ہوگئی** ۲۸ فروری۔ امریکہ کے صدر بش نے خلیج میں موجود اتحادی کمانڈروں کو حکم دیا ہے کہ وہ خلیج میں عالمی وقت کے مطابق پانچ بجے فوجی کارروائیاں معطل کردیں۔ انہوں نے کہا کہ زمینی جنگ شروع ہونے سے ٹھیک ۱۰۰ گھنٹوں کے بعد یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس کررہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ کویت آزاد ہوگیا ہے اور اتحادی فوجوں نے اپنے مقاصد حاصل کرلیے ہیں۔ عراق نے بھی جنگ بندی کا اعلان کردیا اور سعودی عرب نے بھی جنگ بندی کے اعلان کی حمایت کردی ہے۔

**صدام حسین کی سیاسی پناہ** یکم مارچ: عراق کے صدر صدام حسین نے الجزائر سے سیاسی پناہ کی درخواست کی اور الجزائر کے حکام اتحادیوں سے یقین

حاصل کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں کہ وہ عراقی رہنما کا پیچھا نہیں کریں گے ۔ اس امر کا انکشاف فرانسیسی اخبار "لی مانڈ" نے کیا ہے ۔ اخبار کے مطابق حکام اس سلسلے میں اتحادیوں کی کمان سے رابطہ کر رہے ہیں ۔

۲ مارچ : برطانیہ کی وزارتِ دفاع کے دعویٰ کے مطابق خلیج کی جنگ میں عراق کے جنگی قیدیوں کی تعداد پونے دو لاکھ ہے ۔ وزارتِ دفاع کے ذرائع نے کہا کہ عراقی فوجیوں نے اتنی بڑی تعداد میں ہتھیار ڈالے کہ اتحادی فوج کے لیے پیش قدمی جاری رکھنا مشکل ہو گیا ۔ ذرائع کے مطابق عراق کے صرف چھ بریگیڈیئر ہتھیاروں سمیت فرار ہونے میں کامیاب ہوئے ہیں اور عراق کے ساڑھے تین ہزار ٹینک اور دو ہزار دوسری فوجی گاڑیاں تباہ کی گئیں ۔ پاکستان ٹیلی ویژن کے مطابق عراق کے صرف تین سو ٹینک بچے ہیں ۔ ہلاک اور زخمی ہونے والے فوجیوں کی تعداد ۸۵ ہزار ہے ۔

## صدام کے حامیوں اور مخالفین میں شدید لڑائی

۴ مارچ ۔ جنوبی عراق میں باغی گروہوں اور حکومت کے وفادار فوجیوں کے درمیان شدید لڑائی ہو رہی ہے ۔ بصرہ میں ایک گروہ نے جیل خانوں ، پولیس اسٹیشنوں اور حکمران پارٹی کے دفاتر پر حملے کیے ہیں ۔ دریائے فرات کے کنارے آباد شہر نصیبیہ کے علاوہ دیگر عراقی شہریوں سے فوج اور باغیوں کے درمیان جھڑپوں کی اطلاعات ملی ہیں ۔ ریڈیو تہران نے بتایا ہے کہ عراق میں مسلمانوں نے بصرہ کا کنٹرول اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے ۔ بصرہ میں عراقی فوجیوں نے فوج کے اعلیٰ افسران اور عراقی بعث پارٹی کے سرکردہ افراد کی نامعلوم تعداد کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے ۔ بی بی سی کے مطابق جنوبی عراق میں صدر صدام حسین کے حامیوں اور ان کے مخالفوں کے درمیان جھڑپوں میں صدر صدام حسین کا ایک بیٹا بھی مارا گیا ہے ۔ دمشق میں صدام حسین کے مخالفین کا کہنا ہے کہ انہوں نے بصرہ پر اپنا مکمل کنٹرول قائم کر لیا ہے ۔ اور بصرہ میں گورنر ، میئر ، پولیس سربراہ کو بھی قتل کر دیا گیا ہے (بعد کی خبروں سے معلوم ہوا کہ صدام کا بیٹا قتل نہیں ہوا)

## شیعہ آبادی اور فوج میں جھڑپیں

روزنامہ "پاکستان" لاہور نے ۵ مارچ میں "شیعہ انقلاب کا آغاز" کے عنوان

کے تحت اطلاع دی ہے کہ: عراق میں حکومت کے مخالف شیعہ گروپوں اور اپوزیشن گروپوں نے جنوبی عراق کے کئی علاقوں اور شہروں کا کنٹرول سنبھال لیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق بصرہ میں شیعہ گروپوں اور حکومت کی حامی فوجوں کے درمیان زبردست جھڑپیں ہو رہی ہیں۔ بی بی سی کے مطابق عراق سے آنے والے پناہ گزینوں نے عراق میں انقلاب کے آغاز کی اطلاعات بھی دی ہیں۔ عراق میں بعث پارٹی کے ارکان اور ری پبلکن گارڈز کے درمیان بھی جھڑپیں ہونے کی اطلاعات ملی ہیں جن میں سینکڑوں افراد ہلاک ہو گئے۔

## اتحادی کمانڈروں اور عراقی کمانڈروں کے مذاکرات

عراق اور اتحادی کمانڈروں کے درمیان جنگ بندی کے لیے مذاکرات عراق کے سرحدی شہر صفوان میں شروع ہو گئے ہیں۔ اتحادی فوجوں نے جگہ کے بارے میں مکمل رازداری سے کام لیا۔ آخر تک عراقی کمانڈروں کو یہ معلوم نہیں ہونے دیا گیا کہ بات چیت کہاں ہوگی، ان سے اتنا کہا گیا کہ وہ فلاں جگہ پہنچ جائیں۔ جب عراقی کمانڈر وہاں پہنچے تو وہاں سے انہیں فوجی گاڑیوں میں صفوان پہنچا دیا گیا اور ایک خیمے میں لے جایا گیا جس کے ارد گرد ٹینک تھے۔ اتحادی طیارے دیکھ بھال کے لیے فضا میں پرواز کرتے رہے۔ ٹیلی ویژن پر منظر دیکھنے والوں نے بتایا کہ عراقی کمانڈر اتحادی جرنیلوں کے سامنے مغموم بیٹھے تھے۔ اتحادی اور عراقی کمانڈروں کے درمیان مذاکرات میں تمام امور پر مفاہمت ہو گئی ہے جس میں تمام جنگی قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ بھی ہے۔ عراق تمام جنگی قیدیوں، ۱۷ ہزار کویتی شہریوں اور تمام ہلاک ہونے والوں کی لاشوں کو واپس کرے گا اور تمام بارودی سرنگیں ہٹا دے گا۔

## تبصرہ

خلیجی جنگ لاکھوں افراد کی ہلاکت اور کویت اور عراق کو برباد کرنے کے بعد ختم ہو گئی ہے۔ اس جنگ کے مختلف پہلوؤں کے پیش نظر اس میں اختلاف رائے کی گنجائش تھی کیونکہ ۲ اگست ۱۹۹۰ء کو عراق کا کویت پر قبضہ بالکل ناجائز تھا۔ اس پہلو سے عراق کی مخالفت ضروری تھی لیکن دوسرے پہلو سے کہ اتحادی فوجوں نے ۱۷ جنوری کو کویت اور عراق پر حملہ کر دیا اور عراقی فوجوں کے مقابلے میں اتحادی فوجیں تھیں جس کی کمان ایک امریکی جنرل نارمن کے ہاتھ میں تھی اور امریکی فوج اور اس کی جنگی قوت بھی سب سے زیادہ تھی،

اور امریکی صدر جارج بش کے حکم کے تحت ہی یہ جنگ لڑی جا رہی تھی گویا کہ امریکہ کافر اور مسلم عراق کا باہمی مقابلہ تھا اس لیے پُرجوش مسلمانوں نے پاکستان میں عراقی صدر صدام حسین کی حمایت کی اور اس جنگ کو اسلام اور کفر کا معرکہ قرار دیا اور صدام حسین کی حمایت میں بڑے بڑے جلوس نکالے گئے۔

(۲) چونکہ حکومتِ پاکستان بہ نسبت عراق کے سعودی حکومت کی حامی تھی اس لیے حزبِ اختلاف کے شکست خوردہ لیڈروں نے زیادہ تر وزیر اعظم نواز شریف کی مخالفت کی بنا پر ان احتجاجی جلوسوں کی حمایت اور قیادت کی۔ مثلاً نوابزادہ نصراللہ خان اور ائیر مارشل اصغر خان وغیرہ اور مولانا شاہ احمد نورانی جنگ سے پہلے عراق کا دورہ کر کے آئے تھے اور وہ سعودی حکومت کے اس لیے مخالف تھے کہ وہاں ان کے داخلے پر پابندی ہے۔ ان کے علاوہ پروفیسر طاہر القادری کو بھی سابقہ الیکشن میں عظیم الشان ناکامی کے بعد میدان میں آنے کا موقع مل گیا اور انہوں نے بھی جلوس نکالا۔

(۳) شیعوں نے بھی صدام کی حمایت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور امریکہ مردہ باد اور صدام زندہ باد کے نعرے لگائے اور صدام کے فوٹوؤں کی بھی اشاعت کی۔ حالانکہ شیعی امام خمینی نے عراق ایران کی جنگ میں صدر عراق صدام حسین کو واضح طور پر کافر قرار دیا تھا اور ساری شیعہ قوم صدام کو کافر کہتی رہی ہے تو اب صدام زندہ باد ان کی زبانوں پر کیسے آ گیا۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ بہ نسبت صدام کے شاہ فہد کے زیادہ مخالف ہیں۔ چنانچہ ۱۴۰۷ھ کے موقع پر ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ ایرانیوں نے مکہ معظمہ میں توڑ پھوڑ کا منصوبہ بنایا تھا۔ خمینی صاحب کی بڑی بڑی تصاویر کا مظاہرہ کیا۔ سعودی سکیورٹی فورس پر جارحانہ حملہ کیا جس کے نتیجے میں سینکڑوں افراد ہلاک ہو گئے۔ جس کی تفصیل ہم نے مدرسہ اظہار الاسلام چکوال کی سالانہ روئداد ۱۴۰۸ھ میں شائع کر دی ہے۔

یہ فسادات دراصل تمہید تھے حرمین شریفین پر قبضہ کرنے کے لیے، کیونکہ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کا حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تھا لیکن صحابہ کرامؓ نے ان کو نظر انداز کر کے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ تسلیم کر لیا اور حضرت عثمانؓ کی خلافت تک تقریباً ۲۵ سال حضرت علیؓ کو خلافت سے محروم رکھا۔ اسی بنا پر وہ کلمہ اور اذان میں حضرت علی المرتضیٰ کے لیے ان کلمات کا اعلان کرتے ہیں۔ علیؓ ولی اللہ وصی رسول اللہ و

خلیفہ بلافصل۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے لیے خلافت کی وصیت کی
اور وہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد متصل (بلا فصل) خلیفہ ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ آج تک
حرمین شریفین پر شیعوں کا قبضہ نہیں ہو سکا۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم غاصبوں سے حرمین شریفین لے
لیں۔ چنانچہ خمینی دور میں ان کو امید تھی کہ حرمین شریفین پر شیعوں کا قبضہ ہو جائے گا۔ چنانچہ مولانا
عتیق الرحمٰن صاحب سنبھلی نے دورۂ ایران کے تاثرات بیان کرتے ہوئے ایرانی شیعوں کا ترانہ
لکھا ہے ؎

الٰہی الٰہی تا انقلاب مہدی خمینی را نگہدار الٰہی الٰہی حتیٰ ظہور مہدی احفظ لنا الخمینی

یعنی اے اللہ اے اللہ امام مہدی کا انقلاب آنے تک خمینی کی حفاظت فرما۔ اے اللہ اے
اللہ امام مہدی کے ظہور تک خمینی کو سلامت رکھ۔ ایک بینر پر یہ لکھا ہوا تھا۔ سنتحد وسنقاوم
حتیٰ نسترد من ایدی المغتصبین القدس والکعبۃ والجولان۔ ہم متحد ہوں گے اور جنگ آزما رہیں
گے یہاں تک کہ غاصبوں کے قبضے سے بیت المقدس، کعبہ اور گولان واپس لے لیں۔ شیعہ صدر
صدام کے تہ دل سے حامی نہیں تھے۔ تقیہ کے طور پر وہ بظاہر صدام کے حامی بنے رہے اور اب
جب صدام ایک تاریخی عظیم شکست سے دوچار ہوا ہے تو اب عراق میں اس کا تختہ الٹنا چاہتے
ہیں۔ چنانچہ بعنوان: عراق کے فرعون صدام کا بت گر رہا ہے" ہفت روزہ رضا کار میں لکھتے ہیں
خلیج فارس کے خطے میں ایک بار پھر امریکی بالادستی کا خواب چکنا چور ہو رہا ہے اور امریکہ خود کو سیاسی
شکست کے روبرو محسوس کر رہا ہے۔ عراق کی مکمل تباہی انسانی جانوں کے لیے بے پناہ ضیاع سے
زخم خوردہ اور صدام کے ظلم وستم سے اکتائے ہوئے۔ عراق کی حالت زار سے مشتعل اور غیض وغضب
سے آگ بگولا عوام سڑکوں پر نکل آئے ہیں اور وہ عراق کے اس فرعون پر آخری ضرب لگانے کے
لیے سر پر کفن باندھ کر تیار ہو گئے جس سے بعث پارٹی کا اقتدار اب آخری سانس لیتا ہوا
معلوم ہوتا ہے —— عوامی سیلاب نے سالہا سال سے پابند دار و رسن انقلابی نوجوانوں
کو بہت سے شہروں میں جیلوں کی دیواریں توڑ کر رہا کروا لیا ہے اور کربلا و نجف سمیت متعدد
شہروں کو بعثیوں سے آزاد کروا لیا ہے۔ ادھر بڑے شیطان امریکہ کو عراق میں عوام رائے عامہ
کے ذریعے اسلامی قوتوں کے برسر اقتدار آنے کے خیال سے بہت زیادہ پریشانی لاحق ہو گئی ہے

اور وہ اسے علاقے میں ایران کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کی علامت سمجھ کر وحشت زدہ ہو گیا ہے
چنانچہ اس کی پیشبندی کے لیے امریکہ نے جہاں عرب ملکوں کی خلیجی تعاون کونسل کے چھ ملکوں کے
ساتھ مصر اور شام کو شامل کر کے ایران کے خلاف ایک علاقائی اتحاد تشکیل دینے پر کام شروع
کر دیا ہے وہاں اتحادی افواج کے سربراہوں کے لیے صدام حکومت کو بچانے کی ہدایات جاری کر
دی ہیں ـــــ ادھر عراقی کردوں نے بعض علاقوں پر مکمل تسلط حاصل کر لیا ہے اور کردستان
کے انتظامی مرکز اربل پر قبضہ کر لیا ہے۔ انقلاب اسلامی عراق کی مجلس اعلیٰ کے سربراہ حجۃ الاسلام
سید باقر الحکیم طباطبائی نے عراق کو حصوں بخروں میں تقسیم ہونے سے بچانے کے لیے صدام کے خلاف
تمام مزاحمتی دھڑوں کا بیروت میں ایک اہم اجلاس طلب کر لیا ہے"۔ (ہفت

(ہفت روزہ رضاکار لاہور ۸ مارچ ۱۹۹۱ء)

(۲) ایرانی پارلیمنٹ کے سپیکر مہدی کروبی نے اپنے گذشتہ چار روزہ دورے کے دوران خانۂ فرہنگ
جمہوریہ ایران لاہور میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ: امام خمینی نے جس انقلاب
کی بنیاد رکھی تھی آج اس کے اثرات مصر، مراکش، تیونس، اردن، لبنان اور فلسطین میں مشاہدہ
کیے جا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مغربی دنیا جسے بنیاد پرستی کہتی ہے وہ اسلامی تحریک ہے۔
اور اسلام کی تجدید حیات کی تحریکوں نے امریکی مفاد کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ آقائے مہدی کروبی
نے کہا حسنی مبارک۔ شاہ حسن اور شاہ فہد جیسی رجعت پسند حکومتوں نے لادینوں کو اپنی سرگرمیوں
کو جاری رکھنے کی اجازت تو دے رکھی ہے مگر اسلام کی تجدید حیات کی تحریکوں پر قدغن عائد کر رکھی
ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسرائیلی وزیر خارجہ نے کہا تھا کہ دنیا کی تمام اسلامی تحریکوں کا مرکز تہران ہے
اور اسے ختم ہونا چاہیئے　　مسلمانوں کے خلاف تمام سازشوں کا سرغنہ امریکہ ہے۔ یہی
وجہ ہے کہ امام خمینی نے کہا تھا کہ ہمارا اصلی دشمن امریکہ ہے۔ امریکہ سب سے بڑا شیطان ہے ـــ
انہوں نے کہا کہ عراق نے کویت پر جارحیت کر کے غلطی کی اور امریکہ کی نوکر حکومتوں سعودی عرب وغیرہ
نے امریکہ کو بلا لیا۔ الخ (ایضاً ہفت روزہ رضاکار ۸ مارچ ۱۹۹۱ء)

(۳) ایران کے موجودہ رہبر علی خامنہ ای نے تہران میں امام العصر والزمان (یعنی امام مہدی) کے
روز میلاد میں خطاب کرتے ہوئے خلیجی جنگ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ: امریکہ بدترین وحشی ملک اور

اس کا صدر سب سے زیادہ قابلِ نفرت شخص ہے۔ انہوں نے کہا کہ خلیج کے حکمران لوگوں کے دلوں میں اپنی جگہ بنانے کے لیے اربوں ڈالر پراپیگنڈہ پر خرچ کر رہے ہیں جبکہ آج مسلم امہ کے وہی احساسات ہیں جن کا اظہار گزشتہ بارہ سالوں سے ایرانی عوام "مردہ باد امریکہ" کے نعرے کے ساتھ کر رہے ہیں۔ انہوں نے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو تاریخ کے سب سے بڑے ظالم، قسی القلب اور جارح قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عراقی حکمرانوں نے اپنے دَورِ حکومت میں عراقیوں کو بے پناہ مصائب میں مبتلا کیے رکھا۔ اس نے پہلے ایران کے ساتھ ایک طویل جنگ میں عراقی عوام کو الجھائے رکھا اس کے بعد اپنے عوام کو امریکہ، برطانیہ اور فرانس کی وحشیانہ بمباری اور میزائلوں کے سفاکانہ حملوں کے سامنے ڈال دیا — انہوں نے صدام کو عراق کا ناسور قرار دیا اور کہا کہ صدام نے اپنے جنون اور شخصی اقتدار کی خامیوں، محرومیوں اور غیر منطقی جذبات میں اپنی قوم کو تباہ کر ڈالا۔ انہوں نے کہا کہ ایسے شیطان اور کمزور حکمران جو ہمارے علاقے میں کم نہیں ہیں لوگوں پر حکمرانی کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے اور اس قسم کے حکمران قوم کے لیے بدبختی کا باعث ہیں۔" (ایضاً رضاکار ۸ مارچ ۱۹۹۱ء)

## تبصرہ

ایران کے رہبر خامنہ ای، ایرانی پارلیمنٹ کے سپیکر مہدی کروبی وغیرہ تمام شیعوں کے نزدیک جہاں امریکہ بڑا شیطان ہے صدام چھوٹا شیطان ہے حالانکہ صدام نے امریکہ کے خلاف جنگ لڑی ہے لیکن شیعہ تو کسی کے بھی نہیں۔ وہ مختلف طریقوں سے اپنی شیعیت کا فروغ چاہتے ہیں لیکن صدام کی کم عقلی کی یہ حد ہے کہ اس نے ۱۹۸۰ء تا اگست ۱۹۸۸ء ایران کے ساتھ سخت جنگ لڑی ہے۔ اس جنگ میں پندرہ لاکھ افراد ہلاک ہوئے ہیں لیکن اس خلیجی جنگ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے صدام نے ایران کے تمام مفتوحہ علاقے واپس کر دیئے اور دریائے شط العرب پر بھی ایران کا حق تسلیم کر لیا ہے جس کی بنا پر اس نے ایران سے جنگ چھیڑی تھی اور پھر اس خلیجی جنگ میں اس نے ایران کو ہی قابلِ اعتماد دوست سمجھا۔ اپنے سینکڑوں طیارے ایران میں ہی محفوظ کیے اور ان سے ہی مشاورت کرتا رہا۔ عراق کا عیسائی وزیر خارجہ طارق عزیز بار بار ایران اور روس کے چکر لگاتا رہا۔ صدام کی اس دوستی کا صلہ ایران نے یہ دیا کہ اب اس کو شیطان قرار دیا جا رہا ہے اور اس کے بچے کھچے اقتدار کو بھی ختم کرنا چاہتا ہے۔ ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الالباب۔

## وزیر اعظم پاکستان

اس خلیجی جنگ کے دوران پاکستان کے وزیر اعظم میاں نواز شریف نے جو امن مشن پیش کیا ہم نے اس کی تائید کی ہے۔ ان کے امن مشن کے ۶ نکات حسب ذیل ہیں: (۱) عام جنگ بندی کا اعلان اس بنیاد پر کہ عراق کویت سے اپنی فوجیں واپس بلانے پر رضامندی کا واضح اظہار کرے۔ (۲) جنگ بندی کے فوراً بعد خلیج سے تمام بیرونی افواج واپس چلی جائیں۔ خلیج کے خطے کے تحفظ کا نظام خود اس خطے کے ممالک کو قائم کرنا چاہیئے۔ (۳) اسلامی کانفرنس کا ایک ہنگامی اجلاس بلایا جائے جو موجودہ بحران کے تمام پہلوؤں پر غور کرے اور ایک متفقہ لائحہ عمل تیار کرے۔ (۴) متاثرہ علاقہ میں ایک بین الاسلامی فوج کی تعیناتی کا انتظام کیا جائے (۵) اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عملدرآمد محض کویت کے مسئلے تک محدود نہ کیا جائے بلکہ کشمیر اور فلسطین پر بھی اقوام متحدہ کی منظور شدہ قراردادوں پر اسی شدومد کے ساتھ عملدرآمد کیا جائے۔ (۶) جب تک جنگ بندی نہیں ہو جاتی تمام مقامات مقدسہ کو، خواہ وہ سعودی عرب میں ہوں یا عراق میں فوری طور پر Peace Zone (امن کا خطہ) قرار دیا جائے تاکہ ان کی بے حرمتی کا کوئی خدشہ نہ رہ جائے (روزنامہ "مرکز" اسلام آباد۔ ۵ فروری ۱۹۹۱ء) اس چھ نکاتی امن مشن کو لے کر وزیر اعظم پاکستان نواز شریف نے خلیجی جنگ کے دوران اپنے آپ کو خطرے میں ڈال کر بڑی دلیری سے متعلقہ ملکوں کے دو دورے کیے۔ (۱) پہلا دورہ ایران، ترکی، شام، اردن، مصر اور سعودی عرب کا تھا۔ (۲) دوسرا دورہ لیبیا، تیونس، الجزائر، مراکش اور طائف کا تھا۔ اس سفر میں وہ جنیوا بھی گئے۔ ان دوروں کی تفصیلات اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں۔ وزیر اعظم کے دورہ ایران کے متعلق اخبارات میں یہ بیان شائع ہوا ہے کہ: آیت اللہ روح اللہ الموسوی خمینی نے ساری عمر اسلامی اصولوں پر سودے بازی نہیں کی۔ انہوں نے ایران میں کامیابی سے اسلامی انقلاب برپا کیا۔ ان کا یہ کردار تاریخ میں آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوگا۔" یہ تاثرات وزیر اعظم نواز شریف نے منگل کو قم کے دورے کے دوران آیت اللہ خمینی کے مزار پر پھولوں کی چادر چڑھانے اور فاتحہ خوانی کے بعد مہمانوں کی کتاب میں قلمبند کیے۔ وزیر اعظم نے لکھا کہ آیت اللہ خمینی کے مزار پر حاضری دینا ان کے لیے بڑے اعزاز کی بات ہے کیونکہ وہ اسلامی جمہوریہ ایران کے بانی تھے۔ انہوں نے اسلامی انقلاب کو کامیابی سے مکمل کیا۔ وزیر اعظم مہر آباد ایئرپورٹ سے ہیلی کاپٹر کے ذریعے سیدھے امام خمینی کے مزار

"ان کی تعلیمات کی شمع تمام مسلمانوں کی رہنمائی کرتی رہے گی"

واقع تم گئے۔ دی وی آئی پی بیلی کاپٹر میں وزیراعظم کے ساتھ وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان، وزیر مواصلات غلام مرتضیٰ جتوئی، وزیر خوراک و زراعت لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک، وزیر پٹرولیم و قدرتی وسائل چودھری نثار علی خان، وزیراعظم کے مشیر برائے دفاع سید اجلال حیدر زیدی، وزیراعظم کے مشیر برائے اطلاعات و نشریات شیخ رشید احمد الخ (جنگ راولپنڈی ۲۳ جنوری ۱۹۹۱ء)

وزیراعظم میاں محمد نواز شریف بظاہر مسلک اہلسنت والجماعت سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ایرانی انقلاب کے بانی خمینی صاحب کے جس انقلاب کو انہوں نے خراجِ عقیدت پیش کیا ہے یہ مذہب اہلسنت والجماعت کے اصول ...... کے بالکل خلاف ہے۔ سنّی مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآنی وعدہ استخلاف کے مطابق بالترتیب امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدّیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم برحق خلفائے راشدین ہوتے ہیں۔ اسی عقیدہ کی بنا پر اہل السنت والجماعت میں حق چار یار رضہ کی اصطلاح رائج ہے لیکن شیعہ پہلے تین خلفاء راشدین کی نہ صرف خلافت راشدہ کی بلکہ اپنے عقیدۂ امامت کی بنا پر ان کے ایمان کی بھی نفی کرتے ہیں اور ان کے من گھڑت عقیدہ امامت کا منکر ان کے نزدیک کافر ہے العیاذ باللہ۔ اپنے اسی عقیدہ امامت کی بنا پر انہوں نے کلمۂ اسلام اور اذان میں خلیفۂ بلا فصل کا خود ساختہ اضافہ کر لیا جس سے دراصل ان کا مقصد خلفائے راشدین ثلاثہ کے خلاف ایک جارحانہ اعلان ہے اور خمینی صاحب اثنا عشری شیعوں کے نزدیک نائب امام مہدی ہیں اور خمینی نے بھی اپنی کتاب "کشف اسرار" میں ایک مستقل عنوان ہی یہ قائم کیا ہے: مخالفتہائے ابوبکر با قرآن یعنی (حضرت) ابوبکر نے قرآن کی مخالفتیں کی ہیں اور پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی یہ عنوان قائم کیا ہے: مخالفت عمر با قرآن خدا۔ یعنی حضرت عمر نے بھی قرآن کی مخالفت کی ہے۔ ایران کی چھپی ہوئی کتاب حق الیقین ص ۵۲۷ پر ہے۔ وقتیکہ قائم علیہ السلام ظاہر می شود پیش از کفار ابتداء بہ سنیاں خواہد کرد با علمائے ایشاں و ایشاں را خواہد کشت۔ جس وقت قائم (یعنی حضرت مہدی) ظاہر ہوں گے کافروں سے پہلے وہ سنیوں سے ابتدا کریں گے اور ان کے علماء سمیت قتل کریں گے۔

(۲) اسی حق الیقین ص ۳۴۷ پر لکھا ہے: وابن بابویہ در علل الشرائع روایت کردہ است از حضرت امام باقر علیہ السلام کہ چوں قائم ما ظاہر شود عائشہ را زندہ کند تا بروحد زند و انتقام فاطمہ را

انداز کشتند۔ اور ابن بابویہ نے علل الشرائع میں امام محمد باقر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت مہدی ظاہر ہوں گے (حضرت) عائشہ رض کو زندہ کر کے ان پر حد جاری کریں گے اور ان سے حضرت فاطمہ کا انتقام لیں گے۔ خمینی اور ان کے مذہب کے عقائد بطور نمونہ یہاں نقل کر دیے گئے ہیں۔ اس قسم کے کفریہ عقائد کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو' ایرانی انقلاب' مؤلفہ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی دام فیضہم اور بندہ نے بھی اپنی تصانیف اتحادی فتنہ اور میاں طفیل محمد کی دعوت اتحاد کا جائزہ اور صحابہ کرام اور پاکستان میں شیعہ عقائد کی تفصیل دے دی ہے۔ خمینی اور ان کے شیعی عقاید کے باوجود اگر وزیر اعظم صاحب خمینی صاحب کے انقلاب کو خالص اسلامی انقلاب تسلیم کرتے ہیں اور ان کے نزدیک خمینی کی تعلیمات کی شمع تمام مسلمانوں کی رہنمائی کرتی رہے گی تو پھر وزیر اعظم کے نزدیک خلفائے راشدین کا دورِ حکومت ایک تاریک دور تھا۔ العیاذ باللہ۔ وزیر اعظم کو معلوم ہے اور یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہ اور ان کے بھائی شہباز شریف اور ان کے وفاقی وزرائے اعظم اہل السنت کے ووٹوں سے کامیاب ہوئے ہیں اور یہ وہی اہلسنت والجماعت ہیں جو خلفائے راشدین کو برحق خلفائے راشدین مانتے ہیں۔ وہ شیعوں کے برعکس اصلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ اور اصلی اذان اور اصلی قرآن مانتے ہیں جو رحمۃ للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مابعد کی امت تک پہنچائے ہیں۔ وزیر اعظم صاحب شریعت بل کے نفاذ کا وعدہ کرتے رہتے ہیں تو کیا وہ اثنا عشری عقیدہ شریعت کے مطابق شریعت بل نافذ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا سواد اعظم اہل سنت والجماعت کے عقیدہ شریعت کے مطابق تہران میں خمینی صاحب نے ایک بھی سنی مسجد تعمیر کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اہلسنت وہاں اپنے عقیدہ کے مطابق نماز با جماعت، اور جمعہ اور عیدین کی نمازیں نہیں پڑھ سکتے لیکن پاکستان میں نواز شریف اور ان کی پارٹی شیعوں کے خلاف شرع ماتمی جلوسوں کو فوج کی نگرانی میں نکلواتے ہیں جیسا کہ مدنی جامع مسجد چکوال کی گلی میں بھی تین چار سال سے فوج کی نگرانی میں ماتمی جلوس نکلتا ہے۔ وزیر اعظم نواز شریف عراق کے صدر صدام حسین کے حشر سے عبرت حاصل کریں۔ وہی شیعہ جن کو صدام نے اپنے سیاسی اور حکومتی غلبہ کے لیے اپنا رازدار دوست بنایا تھا وہی عراق میں اس کی فوج کے خلاف انقلابی جنگ لڑ رہے ہیں۔

### ایک سوال

وفاقی وزیر بلدیات مولانا عبدالستار صاحب نیازی نے خلیجی جنگ کے پالیسی کے بارے میں وزیر اعظم نواز شریف سے کچھ اختلاف کیا تو وزیر اعظم نے

ان کو مستعفی ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔ اپنی ذات اور اس فانی اقتدار کے معاملے میں تو وہ اپنے تجویز کردہ وفاقی وزیر کے معمولی اختلاف کو بھی برداشت نہیں کر سکتے لیکن خمینی اور تمام اثنا عشری شیعہ قرآن کے موعودہ پہلے تین خلفائے راشدین کی کھلی مخالفت کرتے ہیں' اس کے باوجود وہ خمینی کی تعلیمات کو امتِ مسلمہ کے لیے مشعلِ راہ قرار دے رہے ہیں

ع بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبیست

## کوثر نیازی

خمینی انقلاب کی گیارہویں سالگرہ کے موقع پر پاکستان کے مولانا کوثر نیازی کا ایک مضمون بعنوان "ایران کا اسلامی انقلاب" روزنامہ "جنگ" راولپنڈی ۱۱ فروری ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے اپنے امام خمینی کا دفاع کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: "امام خمینی جو انقلاب سے قبل ایک شیعہ فقیہ اور عالم کی حیثیت سے ایران میں ابھرے تھے اسلامی انقلاب کی جدوجہد کے دوران اور انقلاب کی کامیابی کے بعد ایک ایسے مسلمان صوفی صافی کی حیثیت سے سامنے آئے جو فرقوں اور مسلکوں کی آویزش سے اوپر اٹھ کر وحدت اسلامی بلکہ وحدت انسانی کا علمبردار نظر آتا ہے۔" کوثر نیازی نے یہاں کھلی تلبیس اور تقیہ سے کام لیا ہے۔ کسی اور فرصت میں ان کے مضمون پر بحث کی جائے گی' ان شاء اللہ تعالیٰ۔

یہاں ہمارا مختصر سوال یہ ہے کہ انقلاب کے بعد خمینی صاحب کے کسی خطبہ اور تحریر سے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت عمر فاروق رضؓ کی خلافت راشدہ کی تعریف میں کوئی ایک جملہ بھی ثابت ہے بلکہ اس کے برعکس ایرانی ریڈیو کی آواز میں حضرت علی المرتضیٰ کی ولایت اور خلافت بلا فصل کا ہی اعلان کیا جاتا ہے۔ عبرت۔ عبرت۔ عبرت۔

## صدر صدام کی شخصیت

صدام حسین نے خلیجی جنگ کے آغاز میں اپنی بہادری اور جنگی قوت کا لوہا منوایا۔ صدام تنہا ان اتحادی فوجوں سے برسرِ پیکار رہا جن میں ۲۸ ممالک شامل تھے۔ امریکہ، برطانیہ، فرانس، اٹلی اور سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، قطر، شام، اومان اور مصر وغیرہ۔ اتحادی افواج کی قیادت امریکی صدر جارج بش کے پاس تھی۔ امریکہ نے لاکھوں ٹن بارود عراق پر برسائے۔ بصرہ وغیرہ شہروں کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا۔ لاکھوں آدمی جنگ کی بھینٹ چڑھ گئے اور اس قیامت خیز تاریخی جنگ کا نتیجہ یہ

نکلا کہ صدر صدام نے کویت خالی کر دیا اور ان کی بہادر افواج واپس عراق چلی گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جنگوں میں عموماً فتح و شکست ہوتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ تلک الایام

نداولھا بین الناس۔ یہ ایام ہیں جن کو ہم لوگوں میں ادلتے بدلتے رہتے ہیں یعنی کسی کو فتح ہوتی ہے

اور کسی کو شکست۔ دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کا امتحان مقصود ہوتا ہے لیکن عالم

اسباب میں کسی جنگ کے جائز و ناجائز اور فاتح و مفتوح کے بارے میں فیصلہ تاریخ کے اوراق میں محفوظ

ہو جاتا ہے۔ عراقی صدر صدام کی اس عظیم شکست کے بعد ہم صدام سے اپنا حسن ظن قائم نہیں رکھ سکتے جس

کی وجوہ حسب ذیل ہیں:

(۱) ۲ اگست ۱۹۹۰ء کو کویت پر عراق کا اچانک قبضہ بالکل ناجائز تھا۔ کویت کوئی کافر ملک نہ تھا بلکہ ایک مسلم ملک تھا اور ۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۹ء آٹھ سالہ ایران عراق جنگ میں کویت نے بہ نسبت سعودی حکومت کے عراق کی بہت زیادہ مالی اعانت کی تھی۔ عراق اور کویت کی آبادی اور رقبہ کا تناسب یہ ہے۔ عراق کا رقبہ ایک لاکھ ۸۸ ہزار ۹۲۹ مربع کلومیٹر اور آبادی ایک کروڑ ۶۷ لاکھ ۲۰ ہزار اور کویت کا رقبہ ۱۴ ہزار مربع کلومیٹر اور آبادی تقریباً تین لاکھ ہے (ایشیا ۱۰ فروری ۱۹۹۱ء) بعض لوگ صدام کے دفاع میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ صدام نے کویت پر اس لیے قبضہ کیا تھا کہ اس کو خطرہ تھا کہ امریکہ کویت پر قبضہ کر کے عراق پر حملہ کر دے گا۔ لیکن یہ تاویل بالکل رکیک اور بودی ہے۔ ایک وہمی احتمال پر شرعاً اس قسم کے قبضہ کا جواز ثابت نہیں ہو سکتا۔ کویت پر قبضہ کرنے میں جو سینکڑوں مسلمان ہلاک ہوئے، ہزارہا افراد بے گھر ہوئے، آخر اس کا ذمہ دار صدام ہے یا امریکہ؟

(۲) اقوام متحدہ نے یہ قرارداد پاس کی کہ عراق کویت سے نکل جائے تو اس وقت صدام کے لیے ایک نادر موقعہ تھا کہ وہ کویت کو خالی کر دیتا۔ پھر کس طرح اقوام متحدہ کے فیصلہ کے خلاف امریکہ عراق پر حملہ کرنے کے لیے کویت پر قبضہ کر سکتا تھا اور اگر بالفرض عراق کے کویت پر قبضہ کرنے سے پہلے امریکہ کویت پر قبضہ کرتا تو ساری دنیا اس کی مذمت کرتی اور عراق کو پاکستان سمیت تمام مسلم ممالک کی حمایت حاصل ہو سکتی تھی۔

(۳) ۱۵ جنوری تک اقوام متحدہ نے ڈیڈ لائن کی تاریخ مقرر کر دی تھی۔ اب تو صدام کے لیے ایک آخری موقع تھا کہ وہ کویت کو خالی کر دیتا جس کی وجہ سے اس کی بے مثال جنگی قوت بھی اسرائیل

وغیرہ کے خلاف محفوظ رہتی اور صدام کا نام بھی ایک جنگی مدبّر کی حیثیت سے تاریخ میں روشن ہو جاتا۔
(۴) یہ جو کہا جاتا ہے کہ امریکہ نے صدام کو دھوکہ دیا اور اسے باور کرایا گیا کہ اگر عراق کویت پر قبضہ کرے تو امریکہ مزاحمت نہیں کرے گا کیونکہ وہ ایران کے مقابلے میں عراق کو طاقتور دیکھنا چاہتا ہے اور اسی لیے امریکہ نے ایران عراق جنگ میں عراق کی مدد کی تھی۔ اگر یہ حقیقت ہے اور امریکہ نے صدام کو دھوکہ دیا تو اس سے بھی صدام ایک غیر مدبّر جنگی لیڈر ثابت ہوتا ہے۔
(۵) کہا جاتا ہے کہ سعودی حکومت پر قبضہ کرنے کا کوئی ارادہ صدام کا نہ تھا۔ شاہ فہد نے امریکہ جیسی اسلام دشمن قوم کو سعودی عرب میں داخل ہونے کا ناجائز موقع فراہم کر دیا۔ لیکن قابلِ غور بات تو یہ ہے کہ جس صدام نے اپنے محسن ملک کویت پر قبضہ کر لیا تھا، اس کو سعودی عرب پر قبضے کے ارادے سے کون سا اصول روک سکتا تھا۔ صدام کے دل میں اُمّتِ مسلمہ کی خیر خواہی اور عرب اتّحاد کا جذبہ ہوتا تو پہلے اگر نہیں تو ۱۵ جنوری کے الٹی میٹم پر وہ ضرور کویت کو خالی کر دیتا۔
(۶) سعودی ہوں یا کویتی، ہم ان کی اس کمزوری کی بھی حمایت نہیں کر سکتے کہ انہوں نے بے پناہ وسائل کے باوجود جنگی قوت تیار نہیں کی اور حکم خداوندی وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْھِبُوْنَ بِہٖ عَدُوَّ اللّٰہِ وَعَدُوَّکُمْ۔ اور تم ایمان والے ان کافر دشمنوں کے لیے اپنی جنگی قوت تیار رکھو اور جنگ میں کام آنے والے گھوڑے بھی پالو (کیونکہ اس وقت یہ ایک بڑی جنگی قوت تھی) تاکہ تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو خوف زدہ کر سکو۔" قرآنی ارشاد کے تحت جنگی قوت نہ بنانا سعودی اور کویتی حکومتوں کی یہ مجرمانہ غفلت ہے لیکن ان کی اس کمزوری کی وجہ سے صدام کو کس طرح بری الذّمہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اپنے تحفّظ کے لیے سعودی حکومت نے پاکستان اور مصر سے بھی جنگی امداد طلب کی ہے جس کی وجہ سے پاکستان سے بھی دس ہزار فوجی حرمین شریفین کی حفاظت کے لیے سعودی عرب بھیجے گئے ہیں اور چونکہ یہ عراقی جنگی قوت کا مقابلہ کرنے کے لیے کافی نہ تھی اس لیے اپنے ملک کی بقا کے لیے انہوں نے مجبوراً امریکہ کو دعوت دی اور امریکہ اس کا حلیف تھا۔ اس اضطراری حالت میں اس کا جواز نکل سکتا ہے۔

۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ میں امداد کے لیے پاکستان کو امریکہ کے ساتویں بحری بیڑے کا آخر تک انتظار ہی رہا لیکن امریکہ نے بے وفائی کی اور اگر امریکہ جنگ میں پاکستان کی مدد کرتا تو کیا اس کا فری

صورت جائز ہو جاتی؟ یہاں پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ امریکہ بھی کافر تھا اور بھارت بھی۔ تو کافر بھارت کے مقابلے میں امریکہ کافر کی مدد جائز ہو سکتی ہے لیکن مسلم صدام کے خلاف امریکہ کافر کی امداد کیونکر جائز ہو سکتی ہے۔ تو یہاں دیکھنا یہ ہے کہ سعودی حکومت کے لیے یہاں دو ہی صورتیں تھیں۔ یا تو وہ صدام کے سامنے ہتھیار ڈال دیتا اور اپنی حکومت کو ختم کر دیتا۔ یا اپنی حکومت کی بقا کے لیے وہ ظالم کے مقابلہ میں اضطراراً کافر امریکہ سے مدد حاصل کرتا۔ اس نے دوسری صورت اختیار کی۔ بات تو یہاں سعودی حکومت کی بقا اور عدم بقا کی ہے۔ ہمارے نزدیک مذہبی اعتبار سے اپنی کمزوریوں کے باوجود شاہ فہد صدام سے بہتر ہے۔ سعودی حکومت میں شرعی سزائیں نافذ ہیں لیکن عراق میں شرعی سزاؤں کا وجود نہیں۔ صدام سوشلسٹ ہے اور سیکولرازم کا حامی ہے۔ چنانچہ "جنگ" راولپنڈی ۲۵ جنوری ۱۹۹۱ء میں عبدالقادر حسن نے بعنوان "محبت صدام یا بغض بش" لکھا ہے کہ: "پرانی باتیں جانے دیجئے۔ ابھی کچھ پہلے قاہرہ میں اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ کا اجلاس ہونا تھا اور اس کے ایجنڈے کی تیاری کے اجلاس میں جب پاکستان نے کشمیر کے مسئلہ کو ایجنڈے میں شامل کرنے کے لیے پیش کیا تو پوری اسلامی دنیا میں صرف ایک ملک ایسا تھا جس نے اس کی مخالفت کی اور وہ عراق تھا۔ سابق وزیراعظم بے نظیر صاحبہ کشمیر کے مسئلہ پر اسلامی ملکوں کے دورے پر گئیں تو ان کی عراقیوں سے بھی بغداد میں گفتگو ہوئی جس میں پاکستان کی وزیراعظم نے کشمیر کے بارے میں اپنا مؤقف بیان کرتے ہوئے عراق کی امداد کی خاطر اسلام کا بھی حوالہ دیا۔ اس پر صدر صدام نے کہا کہ ہم تو بعث پارٹی کے نظریات رکھنے والے لوگ ہیں اور سیکولر ہیں اس لیے آپ اسلام کا نام نہ لیں۔ ہم اسلام اسلام کرنے والے پاکستان کے مقابلے میں سیکولر بھارت سے زیادہ قریب ہیں الخ"

(۷) یہ بھی تاریخ کی ستم ظریفی ہے کہ صدام نے عیسائی امریکہ سے جنگ کی ہے اور اس کو جہاد قرار دیا ہے اور عراق کی حمایت میں بعض لوگ اس لیے بھی سڑکوں پر نکلے ہیں کہ صدام کافر عیسائی امریکہ کے خلاف لڑا ہے لیکن عراق کا وزیر خارجہ طارق عزیز خود عیسائی ہے۔ ہفت روزہ "تکبیر" اور مودودی جماعت کے ہفت روزہ "ایشیا" لاہور نے اس کی وضاحت کی ہے۔ تو عیسائی وزیر خارجہ اپنے ہم مذہب عیسائیوں کا غلبہ چاہے گا یا مسلمانوں کا؟ ایک عیسائی کو وزیر خارجہ مقرر کرنے سے صدام کی مذہبی ذہنیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے علاوہ ازیں روس عراق کا حلیف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طارق عزیز نے اس جنگ کے دوران ایران کے علاوہ روس سے بھی ملاقاتیں کی ہیں۔ اگر روس عراق کی فوجی مدد کرتا تو کیا یہ جائز ہو جاتا جبکہ امریکہ کی طرح روس

بھی کافر ہے بلکہ روس سرے سے خالقِ کائنات کا ہی منکر ہے۔

## بعث پارٹی کیا ہے

مودودی جماعتِ اسلامی کے عربی ترجمان مولانا خلیل احمد حامدی خلیجی جنگ کے بارے میں اپنی پالیسی کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بار بار بحث چھیڑی جا رہی ہے کہ صدام حسین کا تعلق بعث پارٹی سے ہے جو لادینیت اور اشتراکیت کی داعی ہے اس بحث کے اٹھانے والوں کی خدمت میں عرض کروں گا کہ بعث پارٹی لاریب لادینیت۔ الحاد اور اشتراکیت اور اباحیت کی داعی ہے۔ یہ پارٹی ۱۹۴۰ء میں قائم ہوئی تھی۔ اس کے بانی عرب قوم پرست اور اشتراکی عناصر اور علی الخصوص عیسائی ہیں۔ بعث پارٹی کے یہ خصائص ہم آج سے ۲۴ سال پہلے اہلِ پاکستان پر واشگاف کر چکے ہیں۔ (ملاحظہ ہو ماہنامہ ترجمان القرآن شمارہ اگست۔ ستمبر ۱۹۶۷ء اور راقم الحروف کی کتاب "عالمِ اسلام اور اس کے افکار و مسائل) میرا ان حضرات سے یہ سوال ہے کہ یہی بعثی صدام جب ایران کے خلاف جنگ میں کود گیا تھا تو کس اصول و معیار کے تحت اندھا دھند اس کی مدد و حمایت کی گئی۔ اس نے ۱۵۰ ارب ڈالر جنگ میں جھونکے۔ ۱۹۸۰ء میں جب وہ جنگ میں داخل ہوا تھا تو اس کے پاس ۳۸ ارب ڈالر کا سرمایہ تھا اور جب اگست ۱۹۸۸ء میں جنگ ختم ہوئی تو وہ ستر ارب ڈالر کا مقروض ہو چکا تھا۔ اتنی بڑی رقم مسلمانوں کے بیت المال سے کس شرعی قاعدے کی رو سے دی گئی الخ (ہفت روزہ ایشیا لاہور ۲۴ فروری ۱۹۹۱ء ص ۲۷)

(۲) مودودی جماعت کے اسی ہفت روزہ ایشیا (۲۷ اپریل ۱۹۸۰ء) ص ۴ پر بعنوان "ایران اور عراق میں افسوسناک کشیدگی" ایک مضمون میں یہ لکھا گیا تھا کہ: دونوں ہی ملک ایک دوسرے کی اشتعال انگیزی سے ڈرتے ہیں۔ عراق کی آبادی جنوب میں شیعہ ہے اور شمال میں کرد جو سنی ہیں۔ خود صدام حسین لادین ہیں۔ وہ دونوں فرقوں کی حمایت بیک وقت حاصل نہیں کر سکتے۔ بیس سال کی آمرانہ حکومت نے اپوزیشن کے تصور کو ختم کر دیا ہے ——— ایران میں جس قسم کے انقلاب نے تختِ طاؤس کو الٹ دیا اس طرح کے مذہبی انقلاب کے خطرے سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لیے صدام حسین نے حال ہی میں وعدہ کیا ہے کہ وہ ملک میں ایک منتخب اسمبلی کا اہتمام کریں گے"۔ اسی مضمون میں لکھتے ہیں کہ: اگر وہاں کے (یعنی عرب حکومتوں کے) برسرِ اقتدار لوگ بروقت اس انقلاب کے اثرات کا اندازہ لگا کر اپنے ہاں مناسب آزادی اور مناسب تبدیلیاں کریں تو بہتر ہے ورنہ ایک روز انہیں بھی اسی طرح اقتدار

کے ایوانوں سے در و دیوار پر حسرت کی نظریں ڈال کر رخصت ہونا پڑے گا جس طرح آریہ مہر رضا شاہ پہلوی تخت طاؤس چھوڑ کر رخصت ہوئے۔" اس مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ مودودی جماعت ایران کے خمینی انقلاب کو ایک اسلامی انقلاب تسلیم کرتی ہے اس لیے وہ عراق ایران جنگ میں دل سے ایران کی حامی تھی اور موجودہ خلیجی جنگ میں چونکہ صدام حسین عرب بادشاہت کا تختہ الٹنا چاہتا تھا اور سعودی حکومت کو ختم کرنے کے لیے ایران بھی عراق کا حامی بن گیا، اس لیے پاکستان کی مودودی جماعت نے بھی صدام حسین کے حق میں جلوس نکالے اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ جماعت کے بانی و امیر اوّل نے باوجود ملوکیت کی پُر زور تردید کے خود بھی شاہ فیصل ایوارڈ حاصل کیا تھا۔ چنانچہ ہفت روزہ "ایشیا" ۱۱ر فروری ۱۹۷۹ء میں بعنوان: **مولانا محترم کے لیے کنگ فیصل پرائز**" یہ لکھا تھا کہ: شاہ فیصل فاؤنڈیشن کے چیئرمین شاہ فیصل مرحوم کے صاحبزادے خالد الفیصل ہیں ان کی زیر صدارت فیصل فاؤنڈیشن کے اجلاس میں متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی ایسی شخصیت ہیں جو اپنی دینی و علمی خدمات کی بنا پر عالم اسلام کے اس اعلیٰ ترین اعزاز کے مستحق ہیں" لیکن اب مودودی صاحب کی یہی جماعت سعودی حکومت کے مقابلے میں عراقی حکومت کے حق میں جلوس نکالتی رہی ہے اور بظاہر یہ کہتے رہے ہیں کہ ہم امریکہ کے خلاف جلوس نکالتے ہیں۔ لیکن ہمارا سوال یہ ہے کہ جب صدام نے کویت پر غاصبانہ قبضہ کیا تھا تو کیا مودودی جماعت نے کویت کے حق میں پاکستان میں کوئی جلوس نکالا تھا یا ۲ر اگست ۱۹۹۰ء سے ۱۵ر جنوری تک اس انتظار میں رہے کہ کب صدام حسین سعودی بادشاہت کا تختہ الٹتے ہیں جس نے ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کو چند سال پہلے شاہ فیصل ایوارڈ عطا کیا تھا ۔

جنوں کا نام خرد رکھ لیا خرد کا جنوں　　جو چاہے آپ کا فکر کرشمہ ساز کرے

باقی رہا حامدی صاحب موصوف کا یہ فرمانا کہ ایران عراق جنگ میں ان حضرات نے صدام کی کیوں حمایت کی تھی جس کے نتیجہ میں صدام نے ۱۵۰ ڈالر اس جنگ میں جھونک دیے تھے تو اس کے متعلق عرض ہے کہ جب صدام حسین کے متعلق پہلے یہ تجربہ ہو چکا ہے کہ وہ بلاجواز جنگ چھیڑ دیتے ہیں اور قوم و ملک کا سرمایہ ویسے ہی جھونک دیتے ہیں تو اب صدام کی حمایت کیونکر جائز ہو سکتی ہے اور اب صدام نے اس خلیجی جنگ میں پہلے سے زیادہ مالی اور جانی تباہی خریدی ہے۔

**مودودی جماعت کی بے اصولیاں** | ابوالاعلیٰ مودودی نے خود اپنے ماہنامہ ترجمان القرآن

میں یہ لکھا تھا کہ سوائے توحید و رسالت کے باقی اصولوں کی پابندی لازم نہیں ہوتی اور ان کے اسی عقیدہ کے ردعمل میں مولانا امین احسن صاحب اصلاحی نے مودودی جماعت کو خیرباد کہہ دیا تھا۔ مودودی جماعت کی اس قسم کی قلابازیوں کی وجہ سے اس جماعت کے پرانے رفقاء بھی دوسرے پاکستانی سیاسی لیڈروں کے علاوہ قاضی حسین احمد صاحب امیر جماعت کو ہدف طعن و تنقید بنا رہے ہیں۔ چنانچہ مشہور صحافی مجیب الرحمٰن شامی بعنوان "بے حد شرمناک، بےحد المناک" لکھتے ہیں: عراقی پروپیگنڈے کا طوفان تھا کہ ہر طرف چھا گیا تھا۔ عالم اسلام کے جذباتی عناصر کو یہ خاص طور پر اپیل کر رہا تھا پاکستان کی مسلح افواج کے سربراہ تک نے یہ تاریخی اعلان جاری فرمایا کہ جنگ کا فیصلہ میدانِ جنگ میں نہیں ہو سکے گا۔ عراقی افواج حملہ آوروں کے خلاف طویل جنگ لڑنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ بالآخر یہ معاملہ مذاکرات کی میز پر طے ہو گا۔ انہوں نے جذباتی انداز میں کربلا کے حوالے دیے۔ عراق کے دکھوں میں شرکت کی کوشش بھی کی۔ بعض مذہبی رہنماؤں نے بھی اسلام اور کفر کا مسئلہ کھڑا کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا فضل الرحمٰن اور قاضی حسین احمد نے جو کچھ کہا اور جو کچھ کیا وہ ہماری تاریخ کے ایک افسوسناک باب کے طور پر یاد کیا جاتا رہے گا۔ نوابزادہ نصر اللہ خان کی قیادت میں پیپلز پارٹی سے لے کر علامہ طاہر القادری کی عوامی تحریک تک نے حکومتِ پاکستان پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کی کہ وہ صدام حسین کا ساتھ دے۔ اپنے پرانے دوستوں سے کٹ جائے۔ اگر یہ مطالبہ مان لیا جاتا تو آج پاکستان سقوطِ ڈھاکہ کے بعد ایک اور داغ اپنے ماتھے پر سجا کر بیٹھا ہوتا۔ دنیا اس پر تھو تھو کر رہی ہوتی، کوئی اس کا ہاتھ پکڑنے والا اور کوئی اس کو سہارا دینے والا نہ ہوتا الخ (ہفت روزہ زندگی ۲ تا ۸ مارچ ۱۹۹۱ء)

## ہفت روزہ "تکبیر" کا موقف

ہفت روزہ "تکبیر" کے محمد صلاح الدین صاحب بھی مودودی جماعت اسلامی کے خواص میں سے ہیں لیکن اس خلیجی جنگ میں وہ بھی مودودی جماعت کی پالیسی سے سخت نالاں ہیں۔ انہوں نے بعنوان "**یا اللہ ان سیاست دانوں کو عقل دے**" مودودی جماعت کی پالیسی پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے: حیرت ہے کہ اب اس (جماعت) کی پالیسیاں عام جلسوں میں نعرہ زن اور پرجوش سامعین کا موڈ دیکھ کر مقررین کے ذہنوں میں آنے والی اچانک برین ویوز (BRAIN WAVES) کے تحت مرتب ہونے لگی ہیں۔ اس جماعت کے سربازار ہونے والے ایک جلسہ میں کہ جس میں اس جماعت کے سربراہ (یعنی قاضی حسین) بھی موجود تھے۔ اس جماعت

کے ایک مقامی لیڈر نے پالیسی کا اعلان کرتے ہوئے کہا: اقوام متحدہ نے ظالم کا کردار ادا کیا ہے۔ ہم عراق کے ساتھ یک جہتی کا اعلان کرتے ہیں (روزنامہ جسارت کراچی ۱۸ جنوری ۱۹۹۱ء) دوسرے روز اسی جماعت کے سربراہ نے لاہور میں کہا کہ حکومت کو اپنے عوام کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھنا چاہیے اور اسے فوری طور پر سعودی عرب بھیجی جانے والی اپنی افواج کو واپس بلا لینا چاہیے کیونکہ سعودی سرزمین کو امریکہ برادر اسلامی ملک عراق کے خلاف جارحانہ اقدامات کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ (روزنامہ جسارت کراچی ۱۹ جنوری ۱۹۹۱ء) اس سے اگلے روز انہی سربراہ جماعت (یعنی قاضی حسین احمد) نے کہا کہ: خلیج کی جنگ یہودی لابی کے ایما پر شروع ہوئی ہے۔ اب یہ اسلام اور کفر کی جنگ ہے۔ اور اب مسلمانوں کو امن کا پرچم اٹھانے یا مذاکرات کی کوئی ضرورت نہیں۔ دشمن قوتوں کو کچل دینا چاہیے۔ یہودی لابی کو خلیج سے کِک آؤٹ کیا جائے گا۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ عوام کے منافی کے منافی خارجہ پالیسی تبدیل کرے الخ (ہفت روزہ تکبیر ۳۱ جنوری ۱۹۹۱ء)

(۲) عراق کی شکست کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: پوری دنیا نے ٹیلی ویژن پر ہزاروں عراقیوں کو ہاتھ سروں پر رکھے ہتھیار ڈال کر اتحادیوں کی قید میں جاتے دیکھا ہے اور پھر اتحادیوں کے سامنے زمین پر لیٹ کر شکست تسلیم کرنے کے شرمناک منظر کی تصاویر اخبارات میں دیکھی ہیں۔ اسی ہزار سے زیادہ عراقی فوجی جنگی قیدی بنے ہیں اور پھر اقوام متحدہ کے ریکارڈ پر عراق کے عیسائی وزیر خارجہ کی وہ عاجزانہ اور شرمناک درخواست بھی موجود ہے کہ ہم تمام شرطیں ماننے کو تیار ہیں۔ ہم کویت کو تاوان بھی ادا کریں گے۔ اقوام متحدہ کی تمام قراردادیں بھی تسلیم کرلیں گے اور جنگی قیدیوں کو بھی رہا کر دیں گے۔ اتحادیوں سے کہا جائے کہ وہ جنگ بند کر دیں ——— یہ شرمناک علامتیں اگر فتح کی علامتیں ہیں تو ٹھیک ہے عراق کی فتح ہو گئی۔ مگر اسے فتح تسلیم کرنے کے لیے لغت میں فتح اور شکست کے معنی متبادل طور پر بدل ڈالنے پڑیں گے ——— جس بات پر سب سے زیادہ حیرت ہے وہ یہ کہ لمبے چوڑے دعوے کرنے کے باوجود آخر عراقی فوج نے جنگ کیوں نہیں لڑی۔ ۴۲ روز میں سے پہلے ۳۷ روز تک تو فضائی معرکہ آرائی رہی مگر یہ پوری جنگ محض یک طرفہ تھی۔ عراق کے پاس میزائلوں کی تعداد ہزاروں میں بتائی جاتی ہے مگر اس نے ایک سو سے بھی کم میزائلوں کا استعمال کیا اور ان میں سے بھی آدھے سے زیادہ ہمسایہ برادر مسلم ملکوں پر برسائے۔ عراقی فضائیہ کے طیارے استعمال ہی نہیں ہوئے۔ انہیں بلا استعمال

ہی سینکڑوں کی تعداد میں ایران بھجوا دیا گیا ——— ان دعوؤں نے اور اس سے قبل پورے سات ماہ کی ضد اور ہٹ دھرمی نے عراق اور صدام حسین کی طاقت، مردانگی اور شجاعت کا جو تاثر قائم کیا تھا اس کے سبب پوری مسلم دُنیا میں ان کی ذات سے امید اور توقعات کا زبردست ابھار پیدا ہوا تھا۔ ہر چند کہ انہوں نے ایک اور برادر اسلامی ملک کی آزادی اور خود مختاری کو پامال کر کے ایک غیر اخلاقی حرکت کی تھی مگر یہود و نصاریٰ سے ٹکرا جانے کا تاثر دے کر وہ دنیائے اسلام میں پائے جانے والے نادانوں کے وسیع طبقے کی امیدوں کا مرکز بن گئے تھے۔ ہم اول روز سے دو بنیادوں پر ان کے مخالف تھے۔ اوّل یہ کہ صدام حسین کی یہ پوری مہم جوئی کوئی اخلاقی بنیاد نہیں رکھتی اور کوئی غیر اخلاقی حرکت امت مسلمہ کو مثبت نتائج نہیں دے سکتی لہٰذا ان کی حمایت نہیں کی جانی چاہیئے اور دوسری بنیاد اُن کی مخالفت کی یہ تھی کہ وہ غلط بیانی اور کذب بیانی پر اپنی ہوس ملک گیری کو کفر و اسلام کا معرکہ بنا کر مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے تھے۔ ہمیں اندیشہ یہ تھا کہ جب وہ ناکام ہوں گے تو ان کے "جہاد" کو کفر و اسلام کی جنگ سمجھنے والوں میں جو مایوسی اور نفسیاتی ہزیمت کی کیفیت پیدا ہو گی وہ امتِ مسلمہ کو زبردست جذباتی اضمحلال سے دوچار کرے گی اور یہ بڑا المیہ ہو گا۔ چنانچہ وہی ہوا۔ ان کی شکست سے بے شمار مسلمانوں کو زبردست جذباتی دھچکہ لگا ہے۔ انہیں صلاح الدین ایوبی سمجھنے والے جھنجھلا رہے ہیں کہ صدام حسین جیسے دعوے کر رہے تھے ایسے وہ لڑے کیوں نہیں۔ طیارے ایران کیوں بھیج دیے گئے۔ دس لاکھ فوج کہاں چھپ کر بیٹھ رہی۔ وہ ہزاروں ٹینک میدان میں کیوں نہ آئے جو عراق نے کویتی اور سعودی سرمائے ہی سے خریدے تھے۔ وہ اسلحہ اور ہتھیار کہاں گئے۔ ۲۶ فروری کے صدام حسین کے نشری خطاب میں یہ جملہ قابلِ توجہ ہے: عربوں کی سرزمین کو سازش کے ذریعے جارحیت کا نشانہ بنایا گیا ہم انخلاء کے ذریعے اس کا خاتمہ کر رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر عربوں کی سرزمین کو سازش کے لیے جارحیت کا نشانہ بنایا گیا اور اس سازش کا خاتمہ انخلاء سے ہو سکتا تھا تو یہ انخلاء جنگ سے پہلے کیوں عمل میں نہ آ گیا تاکہ جنگ ہی شروع نہ ہوتی۔ ایسا اس لیے نہیں ہوا کہ خود صدام حسین سازش کا ایک کردار تھے الخ

(ہفت روزہ "تکبیر" کراچی ۱۴ مارچ ۱۹۹۱ء)

## "زندگی" کا اداریہ

ہفت روزہ "زندگی" ۹ تا ۱۵ مارچ کے اداریہ بعنوان "عراق کی حفاظت" میں لکھتے ہیں۔ صدام حسین نے اگر کویت پر قبضہ کرنے کی حماقت کی

لیتی تو اس کے بعد ان کے سامنے ۱۵ جنوری کی ڈیڈلائن سے پہلے اقوام متحدہ کی قراردادیں منظور کر کے اس بحران سے باعزت نکل جانے کا راستہ موجود تھا۔ انہوں نے اس کے بجائے لڑائی کو سینے سے لگایا۔ حالانکہ وہ اس وقت مختلف رویہ اپنا لیتے تو ان کی طاقت بھی قائم رہتی اور ان کی حمایت میں بھی دنیا بھر میں بلند ہوتی رہتیں۔ ان کا بھرم بھی نہ کھلتا اور امریکہ پر فلسطین کے مسئلے کو حل کرنے کا دباؤ بھی شدید ہو جاتا۔ یہ موقع ضائع کرنے کے بعد انہوں نے تباہی کے دروازے کھول دیے دشمن نے عراق کی فوجی تنصیبات کو چن چن کر نشانہ بنایا اور اسے برسوں پیچھے دھکیل دیا اہل عراق تو اپنے زخموں سے چور چور آہ و بکا کر رہے ہیں لیکن پاکستان کے بعض "صدامی دانشور" مرغ کی ایک ٹانگ پکڑے ہیں۔ وہ صدام حسین کی شکست کو عارضی قرار دے رہے ہیں اور ابھی تک ان کے نعرے لگانے پر شرم محسوس نہیں کرتے۔ حالانکہ میدانِ جنگ کو پیٹھ دکھانے والا کوئی شخص کسی عزت کا مستحق نہیں ہوتا۔ اگر صدام حسین ٹیپو سلطان کی طرح میدانِ جنگ میں جان دے دیتے، مرنے والے عراقیوں کی تعداد میں محض ایک ہی کا اضافہ ہوتا لیکن عالم اسلام میں ان کے جذباتی مداح ان کو "امام حسینؓ" کی طرح یاد کرتے اور شاید ولولہ تازہ پا لیتے۔ لیکن ان کا جو انجام ہوا ہے اور انہوں نے اپنی فراست اور شجاعت کا پردہ جس طرح چاک کیا ہے اس پر ان سے ہمدردی کا اظہار کرنا بھی شرمناک ہے۔

**تبصرہ دارالعلوم دیوبند**

خلیجی جنگ شروع ہونے سے بہت پہلے اور ۲ اگست کے کویت پر عراقی قبضہ کے بعد ہی ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ستمبر ۱۹۹۰ء کی اشاعت میں بعنوان: **عراق کا جارحانہ اقدام** حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قاسمی مدیر ماہنامہ دارالعلوم نے لکھا تھا کہ: ۲ اگست ۱۹۹۰ء جمعرات کو علی الصبح عراق نے بغیر کسی خاص اشتعال کے اپنے پڑوسی ملک کویت پر حملہ کر کے جس عدوان و بغاوت اور بربریت و جارحیت کا ارتکاب کیا ہے اور ایک اسلامی ملک میں جو تباہی اور بربادی مچائی ہے بلا شبہ اس کا یہ اقدام انتہائی شرمناک ہے اور اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ عراق کے اس جارحانہ حملہ نے نہ صرف عالم عرب کے رہے سہے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا ہے بلکہ مسئلہ فلسطین کو بھی پامال کر کے رکھ دیا ہے جس کا صحیح اندازہ مستقبل قریب میں ہر ایک کو ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں عراقی فوج کی اس جارحیت نے سامراجی طاقت کو خطۂ عرب میں پیر جمانے کا موقع دے دیا ہے جو عربوں کے لیے بہرحال خطرے سے خالی نہیں ہے۔ واقعہ

یہ ہے کہ صدام حسین کے اس جاہلانہ غیر اسلامی رویہ نے پورے خلیج کو میدانِ جنگ میں تبدیل کر دیا ہے اس طرح انہوں نے خود اپنے ہاتھوں امریکہ اور اسرائیل کے دیرینہ منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا ہے۔

کاش کہ اب بھی عراقی سربراہ حقیقت پسندی سے کام لے کر کویت کو اس کے آئینی دستوری حکمرانوں کے حوالے کر دیں تو عالم عرب ایک بھیانک تباہی اور ہلاکت سے بچ سکتا ہے۔ وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما فان بغت احدٰھما علی الاخریٰ فقاتلوا التی تبغی حتی تفیئ الی امراللہ فان فاءت فاصلحوا بینھما بالعدل واقسطوا ان اللہ یحب المقسطین یعنی اگر اتفاق سے مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو پوری کوشش کرو کہ اختلاف رفع ہو جائے اس میں اگر کامیابی نہ ہو اور کوئی فریق دوسرے پر چڑھا چلا جائے اور ظلم و زیادتی ہی پر کمر باندھ لے تو یکسو ہو کر نہ بیٹھ رہو بلکہ جس کی زیادتی ہو سب مسلمان مل کر اس سے جنگ کریں یہاں تک کہ وہ مجبور ہو کر اپنی زیادتیوں سے باز آجائے اور خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو کر صلح کے لیے اپنے کو پیش کر دے اس وقت چاہیئے کہ مسلمان دونوں فریقوں کے درمیان مساوات و انصاف کے ساتھ صلح اور میل ملاپ کرا دیں۔ کسی ایک کی طرف داری میں جادۂ حق سے اِدھر اُدھر نہ بھٹکیں۔" (سورۃ الحجرات ع ۱۲ حواشی شبیر احمد صاحب عثمانیؒ) مذکورہ بالا قرآنی ہدایت کا تقاضا ہے کہ سربراہانِ عرب اور اسلامی تنظیمیں باہمی آویزش اور شخصی رجحانات سے بلند ہو کر گفت و شنید ورنہ بزور طاقت عراق کو مصالحت پر مجبور کریں اور اپنی مخلصانہ جدوجہد کے ذریعے جنگ کی اس ہولناک اور تباہ کن آگ کو جسے صدام حسین نے اپنی سفاہت سے بھڑکا دیا ہے سرد کر دیں ورنہ اس کے شعلوں میں پورا خلیج جل کر خاکستر ہو جائے گا اور عرب دنیا ہمیشہ کے لیے صیہونی و سامراجی طاقتوں کی نخچیر بن جائے گا اعاذنا اللہ منہا۔

دارالعلوم دیوبند کا تبصرہ نہایت معقول اور مدبرانہ ہے۔ وہی ہوا جس کا خدشہ ظاہر کیا گیا تھا۔ صدر صدام حسین نے کسی کی بھی نہیں مانی اور آخر کار اس تاریخی شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ صدر صدام کی جارحیت اور خلیجی جنگ کے واقعات اور اس کے متعلق نظریاتی تبصرے روزناموں اور ہفت روزہ رسائل تکبیر، زندگی اور ایشیا اور ماہنامہ دارالعلوم دیوبند سے قارئین کے سامنے پیش کر دیے ہیں تاکہ کوئی صحیح رائے قائم کی جا سکے۔ علمی، شرعی اور تاریخی حیثیت سے کسی طرح بھی صدر صدام

کے اقدام اور طرزِ عمل کی تائید نہیں کی جا سکتی۔ کویت پر جارحانہ قبضہ کو کوئی اہل علم و دیانت شخص جائز
نہیں قرار دے سکتا حتیٰ کہ لیبیا کے صدر کرنل قذافی نے بھی کویت سے انخلاء پر زور دیا ہے حالانکہ وہ
صدام کا حامی ہے۔ مودودی جماعت اسلامی کے مولانا خلیل احمد حامدی نے کویت پر قبضہ کے جواز
میں ایک عجیب توجیہہ پیش کی ہے۔ لکھتے ہیں: معلوم و معروف تو یہی ہے کہ خلیج میں فتنے کا آغاز
۲ اگست ۱۹۹۰ء کو ہوا جب عراقی فوجیں کویت میں داخل ہو گئیں۔ مگر راقم کے نزدیک یہ رائے سطحی
اور حالات کا گہرا مطالعہ نہ رکھنے کی بنا پر ہے۔ اس فتنے کا آغاز اس وقت ہو گیا تھا جب عراق کے
مطالبات کے سامنے کویتی قیادت نے حکیمانہ موقف اختیار کرنے کے بجائے متکبرانہ رویہ اختیار کیا
..... عراق کے یہ مطالبات درست تھے یا نہیں اس سے ہمیں بحث نہیں البتہ ہم اس بات پر حیران ہیں
کہ کویت نے نہایت متکبرانہ انداز میں یہ مطالبات مسترد کر دیے اور یہ خیال نہ کیا کہ صدام کویت اور
دوسری خلیجی ریاستوں کا دوست بلکہ ان کا چہیتا اور مجددِ عرب ہے۔ جب جنگ کی حالت میں اسے
سوارب سے زیادہ ڈالر کی امداد دے دی تھی تو جنگ کے بعد اس کی اقتصادی بدحالی کی رعایت کرتے
ہوئے اسے مزید کچھ دے دیتے الخ (ہفت روزہ ایشیا ۲۴ فروری ۱۹۹۱ء)

خلیل حامدی صاحب کی یہ توجیہہ عذرِ گناہ بدتر از گناہ کے مترادف ہے۔ کیا مذاکرات میں کویت
کے متکبرانہ لہجہ کی یہی سزا دینی چاہیئے تھی کہ مجاہد صدر صدام اپنے محسن مسلم ملک پر زبردستی قبضہ کر لے
حامدی صاحب کی اسلامی تحریک کا کیا یہی تقاضائے عدل و انصاف ہے۔ ہر عقلمند آدمی سمجھ سکتا ہے
کہ خلیجی جنگ کی بنیاد کویت پر صدام کا قبضہ ہے اور یہ صرف کویت کے متکبرانہ لہجہ پر ایک تنبیہ نہ تھی بلکہ
صدام نے کویت کو اپنا مستقل اکیسواں صوبہ قرار دے دیا اور ۱۷ جنوری تک اس جارحانہ قبضہ کو جائز قرار
دیا جاتا رہا۔ جذباتی لوگ یہ دیکھتے ہیں کہ صدام کے مقابلے میں امریکہ تھا۔ یہ نہیں سوچتے کہ امریکہ کو خلیج
میں گھسنے کا موقع کس نے دیا۔ کوئی مسلمان امریکہ سے یہ حسنِ ظن نہیں رکھ سکتا کہ وہ مسلمانوں کا خیرخواہ
ہے۔ یقیناً امریکہ اور برطانیہ اسرائیل کے مربی اور محافظ ہیں۔ اور نہ ہی روس مسلمانوں کا خیرخواہ ہے۔ کوئی
کافر حکومت مسلمانوں کا غلبہ نہیں دیکھ سکتی۔ اگر وہ تعاون کرتے ہیں تو اپنے مفادات کے لیے۔ امریکہ
نے اگر سعودی حکومت کی دعوت پر عراق کے خلاف جنگ لڑی ہے تو اپنے مفادات کے لیے۔ اور
اگر سعودی حکومت نے امریکہ کو دعوت دی ہے اور جنرل نارمن کی کمان میں سعودی اور دوسری

عرب ریاستیں خلیجی جنگ لڑتی رہی ہیں تو اضطراراً اپنی اپنی حکومتوں کے تحفظ وبقا کے لیے ہی لڑیں اصل زیر بحث مسئلہ تو صدام حسین کی شخصیت کا ہے کہ اس کی بہادری اور اس کی بے مثال جنگی قوت سے اسلام کو، مسلمانوں کو اور خود اس کو کیا فائدہ پہنچا۔ ساری دنیا کی منت وسماجت سے کویت کو خالی نہ کیا اور انجام کار اسی کافر جنرل نارمن اور صدر بش کی تمام شرائط کو انتہائی ذلت آمیز صورت میں تسلیم کیا۔ اگر صدام حسین براہ راست اسرائیل اور امریکہ سے جنگ آزما ہوتا اور کویت اور سعودی حکومت کا معاملہ درمیان میں نہ ہوتا اور اس جنگ کے نتیجہ میں صدام کی جنگی طاقت فنا ہو جاتی تو وہ اسلام کا ایک جنگی ہیرو قرار دیا جا سکتا تھا۔ لیکن اس نے اپنی قوت آزمائی کے لیے جو راستہ اختیار کیا یہ ہر لحاظ سے قابلِ مذمت ہے۔ یہ وہی صدام ہے جس نے ایران کے ساتھ آٹھ سالہ ایک تاریخی جنگ لڑی ہے جس میں ۱۵ لاکھ افراد ہلاک ہوئے ہیں لیکن خلیجی جنگ سے پہلے اس نے ایران کے تمام مفتوحہ علاقے واپس کر دیے اور دریائے شط العرب پر اس کا حق تسلیم کر لیا ہے۔ ہم عراق ایران جنگ میں صدر صدام کے مداح رہے ہیں لیکن جب اس نے اس خلیجی جنگ میں ایران ہی کو اپنا دوست بنایا، اس پر اعتماد کیا تو ثابت ہوا کہ ایران سے اس کی جنگ نظریاتی نہیں تھی بلکہ وہ بھی اس کے جنگی جنون کا تقاضا تھا۔ اب وہی شیعہ عراقی فوج کے خلاف انقلابی جنگ لڑ رہے ہیں۔ صدام نے کردوں پر بھی بے پناہ مظالم ڈھائے ہیں وہ بھی مسلح بغاوت کر رہے ہیں۔ اخباری بیانات کے مطابق حکومتی فوج کو سخت مزاحمت کا سامنا ہے۔ عراقی مظالم کے تحت جو لیڈر جلاوطن تھے وہ بھی صدام حسین کا تختہ الٹنے میں پیش پیش ہیں عراق کی خانہ جنگی زوروں پر ہے۔ معلوم نہیں صدامی حکومت کا وجود باقی رہتا ہے یا نہیں واللہ اعلم لیکن ان ساری بربادیوں اور ہلاکتوں کا سبب تو صدام حسین کی آہنی شخصیت ہی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

خادم اہل سُنّت

مظہر حسین غفرلہٗ

۲۵ شعبان ۱۴۱۱ھ

# آہ! حضرت چلے گئے

## شیخ و استاذ محترم مفتی و مولانا احمد الرحمٰن نور اللہ مرقدہ

بزم جہاں سے اُٹھ کر حضرت چلے گئے     دے کر ہمیں وہ داغ فرقت چلے گئے

نگران جامعہ کے اور باغباں ہمارے
اہل چمن کو دے کر حسرت چلے گئے

روح رواں ہماری قلب و جگر ہمارے     افسوس! پاسبانِ ملّت چلے گئے

وہ چاند آسماں کے وہ پھول اس زمیں کے
بخش کے اک جہاں کو زینت چلے گئے

عالم تھے با عمل وہ، تقویٰ لباس ان کا     دار البقاء وہ لینے سعادت چلے گئے

روئے مکین خانہ، دیوار و در بھی روئے
صاحب کہ ہم سے لے کے عشرت چلے گئے

مسجد میں صف اوّل، محراب اور منبر     کہتے ہیں آہ! صاحبِ عظمت چلے گئے

ہے سوگوار دفتر، دار الحدیث غمگیں
ماتم ہے اس چمن میں حضرت چلے گئے

خدام آب دیدہ طلاب گریہ گر ہیں     ہائے کہ نیک وہ عالی خصلت چلے گئے

اخلاق کے وہ پیکر، فرشتہ صفت وہ مفتی
ہم سے بچھڑ کے سوئے جنت چلے گئے

عالِم کی موت بے شک، عالَم کی موت ہے آہ!     ہو کر جدا وہ مفتیؒ رِفعت چلے گئے

آنسو بہانے والو زیادہ نہ غم کرو تم!     جنت بنا کے زیرِ تربت چلے گئے

اک ذات ہے کہ محسنؔ جس کو فنا نہیں ہے
اس کے سوا کسی کو کوئی بقا نہیں ہے

احسان اللہ محسنؔ بکتی متعلم جامعہ علوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی

# رمضان المبارک

## برکتوں، رحمتوں اور بخششوں کا مہینہ ہے

فقیہ العصر حضرت مفتی عبدالستار صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اولہ رحمۃ و اوسطہ مغفرۃ و اٰخرہ عتق من النیران۔

اس کی شان میں وارد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے غیبی خزانوں سے سب سے بڑی ہدایت، اور کتابیں اسی ماہِ مبارک میں نازل فرمائی گئیں۔ توراۃ۔ انجیل، زبور، صحف ابراہیمی، اور قرآن کریم جیسی عظیم دولت سے بواسطہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام انسانیت کو اسی ماہ میں نوازا گیا۔

**برسات و بہار** جیسے ظاہری و مادی نظام میں گرمی و سردی، خزاں، بہار، برسات کے موسم ہیں۔ اسی طرح باطنی و روحانی اعتبار سے بعض موسم ایسے ہیں جن میں اللہ تعالےٰ کی رحمتوں کے بادل گھر گھر کر آتے ہیں، انوار و تجلیات کی بجلیاں کوندتی ہیں اور نیم مردہ انسانیت پر آب حیات کی موسلا دھار بارشیں ہوتی ہیں جس سے سرزمین انسانیت علم و عرفان، جود و سخا، عمل و عبادت کے سبزوں سے لہلہا اٹھتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جود و سخا رمضان المبارک میں بہت بڑھ جاتا تھا۔

جب کہ آپ جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات فرماتے، جبرئیل علیہ السلام رمضان المبارک میں

ہیں ہر شب قرآنِ پاک کے دَور کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے تھے تو آپ کا جود رحمتوں کی ہواؤں سے بھی زیادہ ہو جاتا تھا۔ (بخاری)

**کرم برکرم** اس مولائے کریم کا "کرم بر کرم" ہے کہ بلا استحقاق محض اپنے جود وسخا کے تقاضہ سے ایسا نظام مقرر فرمایا اور صرف ہمارے فائدے کے لئے اپنے اسی غیبی نظام کے فیضان سے ہمیں مطلع بھی کیا ؎

من نہ کردم خلق تا سودے کنم
بلکہ برخلق تا جودے کنم

پھر اس عطائے وجود سے ہمارے دامن بھرنے کے لئے مختلف تکوینی وتشریعی انتظامات فرمائے تاکہ کوئی محروم نہ رہے۔ "رمضان المبارک کا محروم ہی حقیقی محروم ہے"۔

# موانع رحمت

طاعت وقرب خداوندی سے مانع تین چیزیں ہیں۔ ۱: نفس۔ ۲: شیطان ۳: آثار غضب خداوندی کا عالم میں ظہور وانتشار جس کا مرکز جہنم ہے۔

**عالمی گمراہی کا مرکز** شیطان عالمی گمراہی کا مرکز ومصدر ہے اور نفس اس کے لئے بمنزلہ وزیر کے ہے جو عالمی مرکز ضلالت کے تحت انفرادی و شخصی گمراہی کا سبب بنتا ہے۔ گمراہی اجتماعی ہو یا انفرادی یہ سب غضب خداوندی کے آثار ہیں۔ اور کائنات میں عذاب وغضب خداوندی کا سب سے بڑا مظہر جہنم ہے۔ جس میں طرح طرح کے معاصی وگمراہیوں پر مختلف انواع کے عذاب متعین ہیں۔

**کنڈیاں** واضح رہے کہ گناہ اور گمراہی کی اصل جہنم ہے۔ شہوات ومعاصی جہنم کی کنڈیاں ہیں جن میں پھنس کر انسان جہنم کی طرف کھنچتا چلا جاتا ہے۔ پل صراط پر گزرتے وقت مادی شکل میں دوزخ سے ان کنڈیوں کا ظہور ہوگا اور اللہ تعالےٰ کے نافرمانوں کو پھانس کر یہ کنڈیاں جہنم میں کھینچ لیں گی۔

حدیثِ پاک میں ہے کہ۔

"پل صراط پر گزرتے وقت صرف انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی بولیں گے

اور اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ کہہ رہے ہوں گے۔ اور جہنم میں ایسی کنڈیاں ہیں جن کی بڑائی کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ کنڈیاں لوگوں کو ان کے اعمال بد کی وجہ سے اچک کر جہنم میں ڈال دیں گی"۔ الحدیث (مشکوٰۃ شریف، ص ۱۹۱)

اعاذنا اللہ من ذلک"۔

الغرض عبادت سے یہ تینوں چیزیں شیاطین، جہنم اور نفس مانع تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے تکوینی و تشریعی طور پر ان پر پابندیاں عائد کر کے تقرب الی اللہ کو سہل بنا دیا۔

## شیاطین مقید

مولائے کریم جل شانہ نے اپنی کمال عنایت سے رمضان المبارک میں شیاطین کو پابند سلاسل کرنے کا انتظام فرمایا۔

## جہنم کے دروازے بند

اسی طرح رمضان المبارک میں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں تاکہ آثار غضب خداوندی کا ظہور و انتشار انسانوں کے لئے رحمت خداوندی سے محرومی کا سبب نہ بنے۔

• خوشبو سے فضا معطر ہو گی تو دماغ فرحت محسوس کرتا ہے۔ بدبو سے اذیت پاتا ہے آثارِ رحمت سے رحمتِ الٰہیہ کی طرف کشش ہوتی ہے اور آثار غضب سے بُعد پیدا ہوتا ہے۔

حدیثِ پاک میں وارد ہے کہ۔

"جب رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔ وفی روایۃ فتحت ابواب الرحمۃ۔ (مشکوٰۃ شریف)۔

"قالوا الفتح هنا كناية عن تنزيل الرحمة و فتح ابواب الجنة كناية عن التوفيق للخيرات الذى هو سبب لدخول الجنة و غلق ابواب جهنم كناية من تخلص نفوس الصوام من بواعث المعاصى لقمع الشهوات جوز الشيخ الوجهين فى الفتح والغلق الحقيقة والمجاز۔ (حاشية مشكوٰة)۔

**شیطانی وزارت پابند** انسانی نفس شیطان کے لئے بمنزلہ وزیر کے ہے اور عالمی شیطنت کا گویا کہ یہ نمائندہ ہے اسے خوگر طاعت وعبادت بنانے کے لئے روزہ رکھنے کا پابند بنایا گیا تاکہ یہ مانع بھی کمزور پڑ جائے۔ چنانچہ قرآن وسنت سے صیام رمضان کی فرضیت ثابت ہے۔

**دوطرح** روزے میں نفس کی سرکشی کو توڑنا اور اسے خوگر طاعت بنانا دو طرح سے حاصل ہوتا ہے۔ ایک اس طرح پر کہ پیٹ جتنا بھرا ہوتا ہے معاصی کی طرف رغبت اور یاد الٰہی سے غفلت زیادہ ہوتی ہے۔ کھاتے اور چرتے رہنا یہ حیوانوں کی صفت ہے جبکہ شب و روز عبادت میں رہنا یہ ملکوتی صفت ہے۔ روزے میں جب کھانے پینے پر پابندی ہوگی تو نفس کا زور ٹوٹے گا گناہ کا داعیہ کم ہوگا۔ گویا یہ حیوانیت سے نکل کر ملکوتیت کی طرف عروج وارتقاء ہے۔

اور دوسرے اس طرح سے کہ نفس شہوتوں اور معاصی کا خوگر ہو چکا ہے۔ روزے میں انسان کی مرغوب ترین اشیاء (کھانے پینے وغیرہ) سے پرہیز کا حکم دے کر اس کی ناجائز مرغوبات ومعاصی کو چھڑانے کی مشق کرائی جاتی ہے۔ کف نفس (نفس پر کنٹرول) کی جو قوت کمزور پڑ چکی تھی روزے کے ذریعہ اس کو مضبوط کیا جاتا ہے تاکہ یہ قوت ترک معاصی میں اپنا مؤثر کردار ادا کر سکے۔ کیونکہ جس قوت کو بار بار استعمال کیا جاتا ہے وہ مضبوط ہو جاتی ہے۔

**انسانی خاصہ** عقل کے تابع کر کے نفس کو اس کی شہوتوں سے روکنا اور اس میں اعتدال پیدا کرنا انسانی خاصہ ہے۔ اپنے بہتر مستقبل کے لئے اپنی شہوتوں، اور پسندیدہ اشیاء کو چھوڑ کر علم وہنر سیکھنے مالی وجاہی کمالات حاصل کرنے کے لئے انسان طرح طرح کی مشقتیں برداشت کرتا ہے۔

**دائمی حرام** گناہ کی عادت چھڑانے کے لئے یہ مراقبہ اور فکر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے کہ جب خدا تعالےٰ کے حکم اور اس کی رضائے عالی کے لئے ایک وقتی ناجائز حرام کو چھوڑ رہے ہو تو دائمی مستقل حرام گناہ کو کیوں نہیں چھوڑتے؟ کھانا پینا عارضی طور پر کچھ وقت کے لئے حرام قرار دیا گیا ہے۔ جب کہ گناہ قطعی طور پر دن

ہو یا رات ، رمضان ہو یا غیر رمضان ، بیمار ہو یا تندرست ، ہمیشہ ہمیشہ
پس جو شخص کھانا پینا چھوڑتا ہے اور گناہوں میں بدستور منہمک اور مشغول ہے اس نے
کی حقیقت کو نہیں پایا ۔ اس لئے ارشادِ نبوی مروارد ہوا ہے کہ جس نے جھوٹ بات
اس پر عمل کو نہیں چھوڑا ، اللہ تعالٰے کو اس کی کوئی حاجت نہیں کہ اپنا کھانا
چھوڑے رکھے ۔

روزہ رکھنے کے بعد جس طرح تک اکل و شرب کا پختہ عزم ہوتا ہے اسی طرح
کا بھی مکمل ارادہ ہونا چاہئے کہ روزہ رکھ لیا ہے اب نہ کھائیں گے نہ پئیں گے ، نہ
کے قریب جائیں گے ۔ تاکہ روزہ نہ ٹوٹ جائے ۔ ہاتھ ، پاؤں ، زبان ، آنکھ وغیرہ
روزہ رکھنے میں شریک ہو گئے ۔ غیبت کی یا جھوٹ بولا تو گویا روزہ کو خراب کر لیا ،
کرے تو کہہ دے کہ مجھے روزہ ہے ۔ گالی گلوچ ، فحش گوئی ، لڑائی جھگڑا
میں نہیں ۔

# اسبابِ رحمت

جہنم ، شیاطین اور نفس ، موانع رحمت پر مختلف قسم کی پابندیاں عائد کر
کے بعد اسبابِ رحمت اور ملاءِ اعلیٰ کی طرف انجذاب کے بھی متعدد تکوینی انتظامات
گئے ۔

۱ :- خداوندِ قدوس کے انعامات اور انوار و رحمتوں کے خزینوں کا مرکز جنت
ہے ۔ رمضان المبارک میں جنت کے دروازوں کو کھول دیا جاتا ہے ۔ تاکہ آثارِ رحمت
نزول اور انتشار انسانیت کو اپنے آغوش میں لے ۔ ذکر و فکر ، نماز و تلاوت کی طرف
رغبت بڑھے ۔ یہ رحمتیں اور طاعات انسانوں کو اپنے مرکز جنت کی طرف کھینچتی ہیں جیسے
گناہ اور نفسانی خواہشات جہنم کی کنڈیاں ہیں ۔ اسی طرح اعمالِ صالحہ مقام رضائے الٰہی اور
جنت تک پہنچنے کے لئے رسیاں اور زینہ ہیں جو انسانوں کو کھینچنے کے لئے جنت سے
لٹکائی گئی ہیں ۔ قرآن پاک میں ہے :-

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَد

اِسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى۔

رمضان المبارک میں اسی غلبۂ رحمت کی وجہ سے شاید حدیث شریف میں رحمت کو مغفرت پر بھی مقدم ذکر کیا گیا ہے۔ حالانکہ عقلی طور پر مغفرت مقدم ہونی چاہئے۔ قرآن سیاق بھی اسی کا مقتضی تھا۔ کیوں کہ جا بجا الغفور الرحیم فرمایا گیا۔ لیکن رمضان المبارک کے بارے میں فرمایا گیا کہ۔

اولہ رحمۃ و اوسطہ مغفرۃ و اٰخرہ عتق من النار۔

اس کا پہلا عشرہ رحمت ہے۔ اور درمیانی مغفرت ہے اور آخری عشرہ دوزخ سے آزادی کا ہے۔

غالباً اشارہ کرنا مقصود ہے کہ رمضان المبارک میں گناہوں کی صفائی سے قبل ہی بلا استحقاق رحمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ ہاں ان کی وصولی کے لئے متوجہ ہونا شرط ہے۔ معمولی توجہ پر فضل ہو جائے یہ ان کا کرم ہے۔ مگر رحمتِ خداوندی اعراض کرنے والے کا پیچھا نہیں کرتی۔ کیوں کہ جہاں وہ کریم ہیں وہاں وہ غیور بھی ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ میں ہے۔

" اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ "

ترجمہ:۔ تمہارے ناپسند رکھنے کے باوجود کیا ہم اس رحمت کو تم پر چپکا دیں گے ؟"

۲:۔ ہر روز بارگاہِ خداوندی سے اعلان ہوتا رہتا ہے کہ

" یا باغی الخیر اقبل یا باغی الشر اقصر "

اے خیر کے متلاشی متوجہ ہو اور اے برائی کے متلاشی بس کر۔

یہ اعلان بھی انسانوں کے لئے خیر و رحمت کی طرف کھینچنے والا ہے اور برائی سے روکنے کا تکوینی و غیبی سبب ہے۔ عوام گو نہ سنتے ہوں لیکن اہلِ دل اپنے قلوب میں اس اعلانِ شاہی کا باطنی طور پر اثر محسوس کرتے ہیں۔

**سحری و تہجد**

۳ ، ۴:۔ موانع کی تقلیل اور اسباب جذب و رحمت کی تکثیر و تسہیل کے ساتھ ساتھ یہ کرم بھی فرمایا کہ ان مبارک اوقات میں طاعت و تقرب الی اللہ کو محض ہماری رائے اور صوابدید پر نہیں چھوڑا کہ اگر چاہو تو

کر لو بلکہ ان رحمتوں میں حصہ دار بنانے کے لئے دن کا روزہ فرض کیا۔ جس کے لئے آخری شب میں اٹھنا ہی پڑے گا۔ پھر کون بے حس ہے جو اٹھ کر کم از کم دو چار رکعت نہیں پڑھتا ہوگا۔

پھر سحری کھانا۔ یہ بھی باعث رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ سحری کھانے والوں پر رحمت نازل کرتے ہیں۔

ان اللہ و ملئکتہ لیصلون علی المتسحرین۔ (طبرانی ابن حبان فی صحیحہ کذا فی الترغیب)۔

اب روزہ شروع ہوا تو ایک حدیث شریف کے مطابق سمندر کی مچھلیاں تک روزہ دار کے لئے دعائے مغفرت میں مشغول ہیں۔ یہ استغفار افطار کے وقت تک جاری رہتا ہے۔ (ترغیب)

روزہ افطار کیا تو ایک فرحت نقد حاصل ہوگئی اور دوسری فرحت لقائے ربانی کے وقت حاصل ہوگی۔ (مشکوٰۃ)

اگر چند لوگوں کو اپنی افطاری میں شامل کر لیا تو نہ صرف اپنے روزہ کا ثواب ملا بلکہ ان سب کے روزوں کے برابر بھی مزید ثواب اسے حاصل ہوگیا۔ (سبحان اللہ اسلام نے غرباء اور اہلِ حاجت کو کسی موقعہ پر فراموش نہیں کیا۔ نہ روزہ میں نہ نماز میں اور نہ نکاح وغیرہ میں بلکہ سب اعمال میں غریب پروری کا کسی نہ کسی طرح کچھ نظام موجود ہے۔ اسلام خداوند قدوس کی ربوبیت عامہ کا مظہر ہے) عوام افطاری اور نماز کے بعد آرام کرتے ہیں جب کہ اہلِ قلوب جذبۂ غیبی کے تحت پورے ذوق و شوق سے اوّابین کی طویل نماز سے اپنے اوقات کو مزیّن اور منوّر کرتے ہیں۔ حفاظ ہیں کہ اپنی منزل سنبھالنے میں مصروف ہیں کوئی اپنی منزل پوری کرنے کے لئے بے تاب ہیں۔ یہ روزہ دن کی خاص عبادت تھی جو سحری سے شروع ہو کر غروبِ آفتاب تک اختتام پذیر ہوئی۔

رات کو اللہ پاک نے ایک دوسری طویل عبادت تراویح اور قرآنِ پاک کا سماع اپنے بندوں کے ذمہ رکھ دیا۔

## تراویح :- ۵ :- حدیثِ پاک میں ہے کہ۔

"جعل اللہ صیامہ فریضۃ و قیام لیلتہ تطوعا۔"

شریعت نے تراویح کا ایسا اجتماعی نظام دیا جو بجائے خود خداوند قدوس کی رحمتوں کے لئے بے حد جاذب و جالب ہے۔ تمام مسلمان، پاکیزہ حالت میں خدا کے گھر کے اندر صف در صف کلام ربانی اور اس کے فرامین کو بحالت قیام سب دست بستہ سن رہے ہیں۔ پھر کبھی رکوع میں ہیں۔ کبھی سجدہ میں ناک رگڑ رگڑ کر خدا تعالیٰ کی تسبیح و تحمید میں مشغول ہیں۔ پوری جماعت ایک گھنٹہ، کوئی دو گھنٹہ تک کوئی تین گھنٹہ تک، کوئی سحری تک اسی حالت میں گزار کر گویا رات کی اس عبادت (تراویح) کو دن کی عبادت روزے سے مربوط کر دیتے ہیں۔ اس دور کے کتنے اللہ والے شب بیداری کا یہ عمل جن کا ابتدائے عمر سے آخری عمر تک جاری رہا۔ حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب نور اللہ مرقدہ کی تراویح ایسی ہوتی تھیں کہ عشاء کے بعد سے برابر سحری تک جاری رہتیں۔ بعض معروف خانقاہوں کا آج بھی یہی معمول ہے۔

حضرت اقدس مولانا شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ تراویح کے بعد سے صبح تک نوافل میں مشغول رہتے اور یکے بعد دیگرے حفاظ سے کلام مجید ہی سنتے رہتے تھے۔ اور حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ کے یہاں تو رمضان المبارک کا مہینہ دن رات تلاوت کا ہوتا تھا کہ اس میں ڈاک بھی بند اور ملاقات بس ذرا گوارا نہ تھی۔ بعض مخصوص خدام کو صرف اتنی اجازت تھی کہ تراویح کے بعد جتنی دیر حضرت سادہ چائے کے ایک دو فنجان نوش فرمائیں اتنی دیر خدمت میں حاضر ہو جایا کریں۔ (فضائل رمضان)

معمولات رمضان میں ہے کہ حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہٗ کا معمول یہ تھا کہ بعد نماز مغرب چھ پارے اور تراویح میں تقریباً تین پارے سننا، پھر تہجد میں چھ پارے پھر چاشت میں چھ پارے، ظہر کی سنتوں میں تین پارے، بعد ظہر دیکھ کر آٹھ پارے اور بعد عصر تین پارے سننا۔ رزقنا اللہ اتباعہم۔ آمین۔

## ستر گنا

۶:- روزہ و تراویح کے علاوہ اہلِ اسلام کو یہ ترغیب بھی دی گئی کہ رمضان کی عبادت کا مخصوص ثواب ستر گنا زیادہ ہوگا۔ یعنی نفلی عبادت کا ثواب فرض کے برابر، اور ایک فرض کا ثواب ستر فرض کے برابر ہوگا۔ کلمہ طیبہ، استغفار، حصولِ جنت کا سوال اور جہنم سے پناہ مانگنے کا بھی خصوصی اہتمام سے حکم دیا گیا ہے۔ حدیث شریف

میں ہے واستکثروا فیہ من اربع خصال ۔ بلکہ ایک کے مطابق سات سو گنا تک ثواب بڑھا دیا جاتا ہے ۔

## شب قدر

شب قدر بھی امت محمدیہ کے لئے رمضان المبارک کا تحفہ ہے ۔ اس ایک رات کی عبادت کا ثواب تراسی ۸۳ سال چار ماہ کی عبادت سے بڑھ کر ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ وہ ایک ہزار مہینہ تک اللہ کے راستے میں جہاد کرتا رہا ۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اس پہ رشک آیا تو اللہ تعالے نے اس کی تلافی کے لئے شب قدر کا عطیہ امت محمدیہ کو عنایت فرمایا ۔

اگر تراسی برس کی عبادت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے ایک رات نہیں بلکہ ایک مہینہ بھر بھی جاگ لیا جائے تو سودا مہنگا نہیں ۔ جب کہ اس دولت کی قدر دانی اللہ پاک عنایت فرمائیں ۔

آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود ان تمام بشارتوں اور فضیلتوں کے اتنی لمبی نماز رات بھر پڑھتے کہ پاؤں مبارک ورم کر جاتے ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ عشاء کی نماز کے بعد گھر تشریف لے جاتے اور صبح تک نماز میں گزار دیتے تھے ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ دن بھر روزہ رکھتے اور رات بھر نماز پڑھتے اور کبھی ایک رکعت میں پورا قرآن پاک تلاوت فرماتے ۔

شرح احیاء میں ہے کہ چالیس تابعین سے بطریق تواتر یہ بات ثابت ہے کہ وہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے تھے ۔

## ایمان واحتساب

صیام رمضان اور تراویح میں ایمان واحتساب کی بھی خصوصی تاکید وارد ہوئی ہے ۔ اگرچہ یہ سب عبادات میں ضروری ہے لیکن روزہ اور تراویح میں اس کے خاص اہتمام کا ارشاد فرمایا گیا ۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے ایمان واحتساب کے ساتھ روزہ رکھا اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوگئے ۔ اور جس نے ایمان واحتساب کے ساتھ تراویح پڑھیں اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوگئے ۔ اور جس نے شب قدر میں ایمان واحتساب کے ساتھ قیام کیا اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوگئے ۔

(مشکوٰۃ شریف ؛ بخاری شریف)۔

# اعتکاف

## سب سے توڑ ؛ رب سے جوڑ

رمضان المبارک کی ایک خصوصی عبادت اعتکاف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشرۂ اخیرہ کا ہمیشہ اعتکاف فرمایا۔ اور ایک مرتبہ دس دس روز کی نیت کر کے پورے ماہِ مبارک کا اعتکاف کیا[1]۔ (بخاری و مسلم و مشکوٰۃ)۔

معتکف کی شان اس شخص کی سی ہے جو کسی کے در پر جا پڑے کہ اتنی میری درخواست قبول نہ ہو در نہیں چھوڑوں گا۔ جب بندہ کی طرف سے یہ عزم ہو تو مولائے کریم کی رحمت اسے ضرور اپنی آغوش میں تھام لے گی۔ نیز اعتکاف کے ذریعہ چوبیس گھنٹہ کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ جب اس کی نیت سے مسجد میں داخل ہو گیا تو بس اب اس کا سونا، جاگنا، کھانا، پینا عبادت کرنا وغیرہ سب کچھ ہی عبادت کے کھاتہ میں شمار ہو گا۔ انسان ایک بالشت اللہ تعالیٰ کے قرب کا متلاشی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتے ہیں جو شخص ایک ہاتھ آتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو ہاتھ آتے ہیں۔ جو چل کر آتا ہے اللہ پاک دوڑ کر آتے ہیں۔ اعتکاف میں آنے والے یقیناً اس کا مصداق بن سکتے ہیں کہ گھر بار چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے تقرب کے لئے اس کے در پر آ پڑے ہیں۔ کریم مولیٰ اپنی شانِ عالی کے مطابق بندوں کی اپنے لطف و احسان، رحمت و مغفرت سے بھرپور میزبانی ضرور فرمائیں گے۔

ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اعتکاف کی روح اور اس کا مقصد دل کو اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کے ساتھ وابستہ کر لینا ہے اور سب کی طرف سے ہٹ کر اور ہر غیر سے کٹ کر بس اسی پاک ذات کا ہو رہنا ہے۔ یہاں تک کہ مخلوق کے بجائے اللہ کی پاک ذات کیساتھ

---

[1] حدیث شریف میں ہے کہ جس نے عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف کیا اسے دو حج اور دو عمروں کا ثواب ملے گا۔ (رواہ البیہقی)۔

انس پیدا ہو جائے یہ انس قبر کی وحشت میں کام آئے گا۔ اگر دنیا میں مالکِ حقیقی کے ساتھ انس پیدا نہیں ہوا تو قبر میں کوئی انیس نہ ہوگا۔ کیوں کہ جن سے دل لگایا تھا وہ تو پیچھے چھوڑ آیا۔ اور جو مالکِ حقیقی یہاں موجود ہے اس سے دل لگایا نہیں۔

ابن القیم رح کے مطابق اعتکاف کا مقصد تخلیہ اور تجلیہ ہے۔ ہر غیر کو دل سے رخصت کر کے محبوبِ حقیقی کے لئے اسے فارغ کر دیا جائے۔ حضرت خواجہ مجذوب رح اسی کیفیت کا اظہار فرماتے ہیں ؎

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی

## صحبتِ شیخ

اللہ تعالےٰ کے انعامات اور اس کی رحمتوں اور مغفرت کے سیزن میں اگر صحبتِ شیخ بھی میسر آجائے تو سبحان اللہ سونے پر سہاگہ ہے۔ بعض قلبی امراضِ مزمنہ ایسے ہوتے ہیں کہ بدوں علاج و اپریشن وغیرہ ان کا ازالہ نہیں ہوسکتا۔ اور قبول عبادات سے یہ مانع بنے رہتے ہیں۔ صحبتِ شیخ اور اس کی تربیت سے ان کا خاتمہ ہو جاتا ہے اسی اعتبار سے صحبتِ شیخ کو صد سالہ طاعت سے بہتر کہا گیا ہے ؎

یک زمانہ صحبتے با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

کچھ اسی نوعیت کے مصالح کی بنا پر اپنے اکابر کا معمول رمضان المبارک کل یا جزوی طور پر اپنے مشائخ کی خانقاہوں میں گزارنے کا چلا آرہا ہے۔ خانقاہ سراجیہ میں بڑے مجمع کے ساتھ رمضان المبارک کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے۔

حضرت بہلوی اور حضرت لاہوری قدس اللہ سرہما کے ہاں قرآن پاک کا ترجمہ پڑھایا جاتا تھا۔ اسی طرح سالکین کے علاوہ علما بھی فیضِ صحبت سے مستفیض ہوتے تھے۔

مدارس میں سالانہ تعطیلات کے بعد خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون اور خانقاہ رحیمیہ رائے پور کے لئے حضرات علماء اور سالکین کے قافلے روانہ ہونا شروع ہو جاتے تھے۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب، حضرت مفتی محمد حسن صاحب، حضرت کاندھلوی صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہم نے بار ہا تھانہ بھون میں رمضان المبارک گزارا۔ اور

بعض اوقات اعتکاف بھی فرمایا۔

ایک مرتبہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ اعتکاف کو جی چاہتا ہے لیکن اندیشہ ہے کہ متوقع عذر نہ پیش آجائے جس کی وجہ سے اعتکاف ترک کرنا پڑے۔ تو حضرت حکیم الامت قدس سرہ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ایک ایک دن کی نیت کر کے اعتکاف بیٹھ جائیں۔ درمیان میں اعتکاف مکمل نہ ہو سکا تو سہولت رہے گی۔

جامعہ خیر المدارس کے سرپرست حاجی محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ بارہا بچوں سمیت تعطیلات میں تھانہ بھون میں مقیم رہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ مفتی دار العلوم دیوبند ہونے کے باوجود رمضان المبارک کی پوری تعطیلات اکثر مع اہل وعیال خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون میں گزارتے۔

(مقدمہ امداد المفتین ترجمۃ المصنف، ص ۴۶)

رائے پور شریف میں رمضان المبارک کی بہاروں کا کیا پوچھنا۔ وہاں کے پتے پتے سے ذکر اللہ کی آواز آتی تھی۔

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ کے ہاں رمضان المبارک میں پاک وہند اور بنگال وغیرہ کے لئے اہل علم اور طالبین کا ہجوم رہتا تھا۔

ان حضرات کے وصال کے بعد آخر میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے دور میں تو اجتماع رمضان المبارک کا عجیب سماں بندھا۔ جس میں ملک کے مشاہیر علمائے کرام، اہل قلوب جمع ہوتے۔ اور حضرت شیخ رح نے پورے رمضان المبارک کے اعتکاف کی صورت میں جو خصوصی اہتمام کیا وہ بہت ممتاز اور قابل رشک تھا۔ یہ اعتکاف کبھی سہارنپور اور کبھی نظام الدین میں ہوتا۔ بارہا حضرت مولانا محمد یوسف صاحب امیر تبلیغ نور اللہ مرقدہ بھی اس میں شریک ہوئے۔

پورے رمضان المبارک کا یہ اعتکاف ایک اعتبار سے اصلاحی چلے کے قائم مقام بھی ہے۔ سالکین اپنی اپنی استعداد اور ظرف کے مطابق برکات رمضان المبارک کے علاوہ یہ عظیم فائدہ بھی اس اعتکاف سے حاصل کرتے ہیں۔ اجتماعی رمضان المبارک کا ایک فائدہ یہ ہے کہ نظام میں جڑنے کی وجہ سے طے شدہ نظم کے مطابق اعمال بسہولت ہوتے

رہتے ہیں۔ جیسے کہ انجن کے ساتھ ڈبہ جوڑ دینے سے ڈبہ چلتا رہتا ہے۔ اسی طرح اجتماعی نظام میں جڑ کر اعمال کی گاڑی رواں رہتی ہے۔ ہند وپاک کے کئی شہروں میں مثلاً راولپنڈی، لاہور وغیرہ میں حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کے طریقے کے مطابق اب بھی پورے رمضان المبارک کے اعتکاف کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور دیگر بہت سے مشائخ حقہ کے ہاں بھی پورے رمضان المبارک کا خصوصی اہتمام ہے۔ سالکین دور دراز سے آکر فیض یاب ہوتے ہیں۔

بہرحال رمضان المبارک کے دیگر انعامات کی طرح اعتکاف بھی اللہ پاک کا عظیم انعام ہے۔ نامعلوم آئندہ رمضان المبارک کس خوش قسمت کو نصیب ہوگا۔ اپنی عمر کا آخری رمضان سمجھ کر خوب خوب اس کی قدر دانی کرنی چاہیئے۔ کتنے احباب، خویش واقارب ایسے ہیں جو گزشتہ رمضان المبارک میں زندہ تھے۔ چاہتے تو سچی توبہ کر کے بہت کچھ کر سکتے تھے۔ لیکن لمبی امیدوں نے انہیں غفلتوں میں مبتلا کئے رکھا۔ یہاں تک کہ موت نے آکر ان کا استیصال کر دیا۔ آرزؤں کے تصوراتی منصوبے سبھی خاک میں مل گئے۔ ان کے نرم ونازک بدن کیڑے مکوڑوں نے کھا لئے۔ دنیا اور کنبے کی فکر میں ایسے الجھے کہ موت وقبر کی وحشتوں اور سختیوں کو بھول کر بھی کبھی یاد نہ کیا۔ ایک عارف اس کی یاد دہانی کراتے ہیں ؎

نہ کام آسکے بھائی نہ بیٹا باپ تے مائی
کیا پھرتا ہے سودائی عمل نے کام آنا ہے
غلام اک دم نہ کر غفلت حیاتی پر نہ ہو غرہ
سبھی کوڑا پسارا ہے دغا بازی کا بانا ہے
وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ

## لاکھوں کروڑوں

شب و روز کے انعامات کے علاوہ آخری روزے افطار، اور عیدالفطر کے موقع پر لاکھوں بلکہ کروڑوں گناہ گاروں کی دوزخ سے آزادی کا اعلان فرمایا جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ہر روز افطاری کے وقت دس[۱۰] لاکھ آدمیوں کو اللہ تعالیٰ

جہنم سے خلاصی عنایت فرماتے ہیں۔
اور جب رمضان المبارک کا آخری دن ہوتا ہے تو یکم رمضان المبارک سے لے کر جس قدر لوگ آزاد کئے جاچکے ہیں ان سب کے برابر آج کے دن میں دوزخ سے آزاد فرماتے ہیں۔ (فضائل رمضان)
اللہ پاک ہمیں اور ہمارے مشائخ و احباب سب کو جہنم سے آزادی حاصل کرنے والوں میں شامل فرماویں۔ آمین بحرمت سید المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ وعلماء امتہ اجمعین۔

# اعمالِ رمضان

۱:۔ ایمان واحتساب کے ساتھ روزہ رکھنا۔ ۲:۔ نماز باجماعت۔ ۳:۔ اور تلاوتِ قرآنِ پاک کا خصوصی اہتمام کرنا۔ ۴:۔ بیس تراویح میں قرآن پاک سننا۔ ۵:۔ حتی الوسع شب بیداری کا اہتمام کرنا۔ ۶:۔ کلمہ طیبہ۔ ۷:۔ اور استغفار ۸:۔ ذکر اللہ کی اٹھتے بیٹھتے کثرت رکھنا۔ ۹:۔ دوزخ سے خلاصی۔ ۱۰:۔ اور جنت کے حصول کا صدقِ رغبت کے ساتھ سوال کرنا۔ ۱۱:۔ اور روزہ افطار کرانا۔ ۱۲:۔ اپنے نوکروں اور ملازموں کے کام میں تخفیف کرنا۔ ۱۳:۔ اعتکاف، اور ۱۴:۔ شب قدر کی تلاش کرنا۔ ۱۵:۔ اپنی اور سب اہل اسلام کی ہدایت وحفاظت کی دعا اور سعی کرنا۔ ۱۶:۔ زبان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں کے گناہوں سے بچنا۔ ۱۷:۔ جھوٹ، فحش گوئی، غیبت، چوری، بد نظری، سنیما بینی ٹی وی۔ دھوکہ دہی، رشوت، خیانت، ملاوٹ وغیرہ معاصی سے پرہیز کرنا۔ فقط واللہ الموفق۔

بشکریہ "الخیر"

# ماہنامہ حق چاریارؓ

مدینہ بازار، اچھرہ، لاہور فون ۷ ۱۶۱۰ ۴

- ☐ ماہنامہ حق چاریارؓ خالصتاً سنی رسالہ ہے
- ☐ ماہنامہ حق چاریارؓ ایک مذہبی اور غیر سیاسی رسالہ ہے
- ☐ ماہنامہ حق چاریارؓ سنی موقف کا ترجمان ہے۔
- ☐ ماہنامہ حق چاریارؓ تحریک خدام اہلسنت کا آرگن ہے۔
- ☐ ماہنامہ حق چاریارؓ سبائیت کا مسکت اور مدلل جواب ہے
- ☐ ماہنامہ حق چاریارؓ کو وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین دامت برکاتہم العالیہ کی سرپرستی حاصل ہے۔
- ☐ ماہنامہ حق چاریارؓ میں تمام مضامین مستند اور معیاری ہوتے ہیں۔
- ☐ ماہنامہ حق چاریارؓ دفاع صحابہؓ کی خدمت سرانجام دے رہا ہے۔
- ☐ ماہنامہ حق چاریارؓ ہر ماہ پابندی سے شائع ہوتا ہے۔
- ☐ ماہنامہ حق چاریارؓ کا سالانہ چندہ پاکستان میں صرف -/۶۰ روپے ہے۔
- ☐ ماہنامہ حق چاریارؓ ہر سنی مسلمان کی اہم ضرورت ہے۔
- ☐ ماہنامہ حق چاریارؓ کا ہر گھر اور لائبریری میں ہونا ضروری ہے۔
- ☐ ماہنامہ حق چاریارؓ کی اشاعت میں تعاون ایک جہاد ہے۔

کیا آپ ہماری اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے تعاون فرمائیں گے؟

ضروری نوٹ

حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ اس ماہ بہت زیادہ مصروف رہے۔ تبلیغی اسفار اور مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے قسط وار مضمون یزیدی ٹولہ کی قسط ۸ تحریر نہ فرما سکے۔ اگلی قسط آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرماویں۔ (ادارہ)

## حضرت ابوبکرؓ کا اسم گرامی جبرائیلؑ نے انگشتری میں لکھا دیا

روایت ہے کہ رسول علیہ السلام سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشتری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دی اور کہا کہ اس پر لا الہ الا اللہ کندہ کروالو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے انگوٹھی نقاش کو دی اور کہا۔ پس حضرت ابوبکرؓ اس انگوٹھی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ اس میں لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر صدیق۔ ابوبکر صدیقؓ سے حضرتؐ نے فرمایا اے ابوبکرؓ یہ زیادتی کیا۔ ابوبکرؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ میری طرف سے فقط یہ بات ہوئی کہ اللہ کے نام کے ساتھ آپ کا نام بھی لکھوا دیا۔ اس واسطے کہ یہ بات مجھ کو خوش نہ آئی کہ نام آپ کا اللہ کے نام سے جدا ہو لیکن باقی کے واسطے میں نے نقاش سے نہیں کہا اور حضرت ابوبکر اپنے دل میں شرمندہ ہوئے کہ میرا نام انگشتری میں کیوں لکھا گیا؟ پس جبرائیلؑ حضرتؐ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ نام ابوبکر کا میں نے اس انگشتری میں لکھ دیا ہے اس واسطے کہ مجھ کو یہ بات خوش نہ آئی کہ ابوبکرؓ کا نام آپ کے نام سے جدا ہو۔ تفسیر عزیزی اردو ص۴۲ حصہ اول طبع سعید کمپنی کراچی

اِنشاءاللہ اپنی سابقہ روایات کے مطابق شان و شوکت سے منعقد ہوگا۔

جس میں ملک کے مشاہیر علماء و مشائخ شرکت فرما رہے ہیں

نوٹ:۔

مجاہدِ ملّت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ بانی و امیر تحریکِ خدّام اہلِ سنت والجماعت

کا درسِ خاص جلسہ کے دوسرے دن علی الصبح ہوگا۔ یاد رہے کہ جلسہ بروز بدھ

قبل از دوپہر شروع ہوگا اور بروز جمعہ نمازِ جمعہ تک ختم ہو جائیگا۔ تفصیلی اشتہار علیحدہ شائع ہوگا

الداعی الی الخیر: خادم اہل سنت و خادم جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم مولوی عبد اللطیف عفی عنہ

ماہنامہ حق چار یار لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۴۵۸

# نغمہ رمضان

مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ

ہے شکر کہ پھر ماہ صیام آیا
یہ ماہ صیام نہیں عید کا پیام آیا

ہزار ماہ سے بہتر ہے ایک رات اسکی
اسی مہینے میں اللہ کا کلام آیا

گھڑی وہ کیسی مبارک تھی کل جہاں کے لئے
حرا میں عرش سے اقرأ کا جب پیام آیا

جب اپنی پوری جوانی پہ آگئی دنیا
تو زندگی کے لئے آخری نظام آیا

میں اس پہ بھیجوں درود و سلام کس منہ سے
کہ جس کے نام خود اللہ کا سلام آیا

ہے زندگی تو اسی کی جو مر مٹا دیں پر
وہی ہے کام کا ہاں وہ کہ جو کام آیا

ہو نفخ صور تمہارے لئے صدائے رحیل
ہو جاں بہ لب بھی تو کہہ دو ابھی غلام آیا

نبی سے ملتے ہی اسلام کی سپر تھا وہ
جو بن کے کفر کی شمشیر بے نیام آیا